مخزنِ علوم عقلیہ ونقلیہ، محافظ سنیت، مناظرِ اہل سنت، جامع شریعت لامع طریقت
صاحب کشف وکرامت، بقیۃ السلف، حجۃ الخلف، نافع الخلق حضرت علامہ مولانا

محمد شریف الحق شاہدی رشیدی علیمی نوری

ملقب بہ "شریف ملت" پورنوی علیہ الرحمۃ والرضوان کی مختصر سوانح حیات بنام

تذکرۂ شریفِ ملت

مرتب

محمد ساجد رضا قادری مرتضوی

امام وخطیب نوری جامع مسجد ویرانہ گٹہ منڈل رنجل ضلع نظام آباد

شائع کنندگان

جملہ نبیرانِ شریفِ ملت

تارا باڑی بائسی، پورنیہ، بہار

مخزن علوم عقلیہ ونقلیہ، محافظ سنیت، مناظر اہل سنت، جامع شریعت لامع طریقت، صاحب کشف وکرامت، بقیۃ السلف، حجۃ الخلف، نافع الخلق حضرت علامہ مولانا محمد شریف الحق شاہدی رشیدی علیمی نوری ملقب بہ ''شریف ملت'' پورنوی علیہ الرحمۃ والرضوان کی مختصر سوانح حیات بنام

تذکرہ شریف ملت

مرتب

محمد ساجد رضا قادری مرتضوی
امام وخطیب نوری جامع مسجد ویرانہ گٹہ منڈل رنجل ضلع نظام آباد

شائع کنندہ
جملہ نبیران شریف ملت تارا باڑی بائسی پورنیہ بہار

کتاب: تذکرہ شریف ملت
مولف: محمد ساجد رضا قادری مرتضوی
کمپوزنگ: محمد احتشام رضا
تصحیح: مصنف کتب کثیرہ ماہر رضویات مفتی محمد عیسی رضوی قادری
ناشر: شریف ملت ویلفر سوسائٹی تارا باڑی بائسی پورنیہ بہار
پن نمبر: 854315
سن اشاعت: 1447ھ/2026

{ملنے کے پتے}

تحریک فیضان لوح وقلم، جامع مسجد نوری ویرانہ گٹہ منڈل رنجل نظام آباد
Contect:7970960753

حفیظ ملت اکیڈمی خانقاہ لطیفیہ تکیہ رحمن پور بارسوئی کٹیہار (بہار)
Contect:919572764074

دار العلوم رضائے مصطفے بودھن ضلع نظام آباد تلنگانہ
Contect:919949258474

جامعہ تاج الشریعہ دھامی گچھ سونا پور اسلام پور اتر دیناج پور
Contect:916297289394

جامع مسجد محمدیہ ومدرسہ محمدیہ رنجل ضلع نظام آباد تلنگانہ
Contect:9542581380

مولانا محمد رضا شریفی، ہری مسجد [مسجد ہلال] قدوائی نگر ممبئی
8689934997

ادارہ جامعہ شاہ صاحب للبنات فاطمہ نگر منڈیل بائسی پورنیہ بہار
Contect:8341410061

مشمولات

پورنیہ کی مختصر تاریخ

خاندانی پس منظر

گوشہائے حیات شریفی

شرف انتساب

میں اپنی اس حقیر کاوش وکوشش کا انتساب امام اہل سنت اعلی

حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی قدس سرہ

اور

سید السالکین رہنمائے کاملین حضرت علامہ شاہ آسی غازی پوری

کے نام معنون ومنسوب کرتا ہوں۔

محمد ساجد رضا قادری مرتضوی

پیش گفتار

''اعلیٰ حضرت اور علمائے سیمانچل'' کے عنوان سے بحمدہ تعالیٰ تین جلدوں میں کام جاری ہے، اسی سلسلے میں ابوالمحاسن حضرت علامہ مفتی محمد شریف شاہدی رشیدی نوراللہ مرقدہ کا نام نامی اسم گرامی سامنے آیا، اول مواد کی دستیابی کے لئے ''کاملان پورنیہ'' کو کھنگال ڈالا، مگر سوائے چند باتوں کے کچھ معلوم نہیں ہوسکا، مزید مواد کے لئے ڈاکٹر صاحب سے رجوع کیا، مگر لاحاصل رہا، بالآخر حضرت مولانا محمد رحمت حسین صاحب جو شریف ملت کے نواسہ ہیں اور نانا ہی کے نام کی نسبت سے اپنے نام کے بعد ''شریفی'' لکھتے ہیں، مواد کی فراہمی میں جٹ گئے، ابتداً ضرورت کے مطابق ایک مختصر مضمون لکھنے کا ارادہ تھا لیکن مولانا کی خواہش ہوئی کہ تفصیل سے ایک کتاب ہی لکھ دیجئے، اس خواہش کی تکمیل میں مہینوں لگ گئے، چونکہ ایک ایسی شخصیت جس کے بارے میں کسی نے پہلے کچھ لکھا نہیں، اس کے بارے میں اول مواد کی فراہمی کا مسئلہ، دوم حاصل شدہ بے ترتیب مواد کو ترتیب دینا کتنا کٹھن اور جاں گسل مرحلہ ہوتا ہے، جو اس راہ کے مسافر ہیں، ان دشواریوں کو وہ بخوبی جانتے ہیں۔

بہرحال مواد کو جمع کرنے کی تمام تر ذمہ داری مولانا رحمت حسین شریفی نے اٹھائی اور انہیں ترتیب وتہذیب کی لڑی میں پیرونے کا کام فقیر جامع الحروف نے اٹھایا، زبانی روایات سے زیادہ آثار مضبوطہ سے کام لیا، اور بڑی کوشش وکاوش کے بعد کتاب تیار کرنے میں کامیاب ہوگیا، یہ حضرت شریف ملت علیہ الرحمہ کی زندگی

نامہ کا نقش اول ہے، جو ان کی وفات کے تقریباً نصف صدی بعد ظہور میں آیا چاہتا ہے، حالانکہ اسے بہت پہلے عالم وجود میں آجانا چاہئے تھا، لیکن اس کی وجہ یہ تھی کہ ہماری جماعت اہل سنت میں قرطاس وقلم کے معاملہ میں بیداری تھی، یا علماء اس میدان میں نا کے برابر تھے، جو تھے اپنے اپنے علاقے میں کام کرتے رہے، اور ہمارا علاقہ دورافتادہ وپسماندہ ہونے کی وجہ سے توجہ کا مرکز نہ ہوا۔

خیر اب پچھلے چند برسوں میں بیداری آئی ہے، اور کام ہو رہا ہے، اسی سلسلے کی یہ ایک کڑی ہے، انسان خطا ونسیان کا پتلہ ہے، کہیں اگر تعبیر وتمثیل اور واقعات نگاری میں خطا ہوئی ہو تو اسے درگزر فرمائیں یا براہ خیرخواہی اصلاح فرما کر مطلع فرما دیں، آئندہ ایڈیشن میں ان شاء اللہ تعالیٰ آپ کے مشورے کے مطابق عمل کیا جائے گا۔

فقط

اسیر علما واولیاء اللہ

محمد ساجد رضا قادری مرتضوی

❑❑❑

تقریظ عالیہ

قاضی سیمانچل مدبر اہل سنت محافظ دین وشریعت حضرت علامہ
مولانا مفتی محمد زبیر عالم صدیقی دام ظلہ الاقدس

کچھ لوگ پیدا ہوتے ہیں اور انتقال کر جاتے ہیں کوئی نہیں جانتا۔اور کچھ لوگ چلے بھی جاتے ہیں تو دنیا ہمیشہ ان کو یاد کرتی رہتی ہے،انہیں میں سے ابو المحاسن حضرت علامہ مولانا مفتی محمد شریف شاہدی رشیدی نور اللہ مرقدہ کا نام نامی اسم گرامی ہے اور یہ حقیقت ہے ایسے لوگ چلے جاتے ہیں تو وہ جگہ خالی ہی رہ جاتی ہے شریف ملت کی جگہ آج بھی خالی دکھائی دے رہی ہے۔

اللہ تعالی ان کی قبر پر گہر باری کرے

ان کے علم وفضل کا کیا کہنا جو حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ اور حضور محدث اعظم پاکستان کے درس گاہ کا خوشہ چین ہوں۔اور جن کو شریف ملت کا لقب حضور مرشدی مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ نے عطا فرمائی ہو۔ان کی ذات کتنی عظیم ہے ہم اور آپ اندازہ نہیں لگا سکتے۔

جب تک دنیا میں رہے اپنے علوم وفنون سے لوگوں کو نوازتے رہے اور ان کے جانے کے بعد بھی لوگ ان کے فیوض وبرکات سے مستفیض ہو رہے ہیں۔میں مبارک باد پیش کرتا ہوں عزیز القدر حضرت علامہ محمد مساجد رضا قادری مرتضوی کو جنھوں نے جدوجہد کر کے ان کے حالات کو اکٹھا کیا اور آج اس کو کتابی شکل میں نکالنے میں کامیاب ہو گئے۔

اللہ تعالی ان کی عمر میں بے پناہ برکتیں عطا فرمائے اور ہمیشہ ان سے دین کی خدمت لیتا رہے۔آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ والہ وسلم

فقط

محمد زبیر عالم صدیقی
قاضی شریعت سیمانچل
سربراہ اعلی دار العلوم محمدیہ عربی کالج پورنیہ

اقوال زریں

[۱]عزت پذیرائی کا نام کم عقلوں نے ڈر اور خوف رکھ لیا ہے۔
[۲]عزت کرو عزت ملے گی۔
[۳]اپنے سے بڑوں کو سلام کرتے نہیں خود چھوٹوں سے سلام کی امید رکھتے ہیں۔ازمرتضوی

تقریظ جمیل

فقیہ ملت علامہ الحاج الشاہ مفتی محمد حسن رضا نوری صاحب قبلہ
ڈائریکٹر: انسٹی ٹیوٹ آف پوسٹ گریجویٹ اسٹڈیز اینڈ ریسرچ ان عربی اینڈ فارسی لرننگ، پی او مہندرو، پٹنہ 800006 (حکومت بہار)

تعلیم کو لکھیں گے اگر تاج محل ہم
اس پیکر تدریس کو محراب لکھیں گے

اسلاف کی خدمات کا عرفان ہی وہ محرکات ہیں جو ملت کو جمود سے بچاتے ہیں بجھی رگوں کو تازگی بخشتے ہیں اور مایوسیوں سے نجات دلاتے ہیں ماضی کی تاریخ میں اسلاف کے روشن منارے نہ ہوں تو حال کی تاریکیوں سے محرکہ دار ہوتے ہوئے شکست اس کا مقدر ہو جاتا ہے یہی سبب ہے کہ جن قوموں نے اپنے اسلاف کو فراموش کر دیا ہے۔ وہ ظلمتوں کی وسیع سلطنت کی رعایا بن کے رہ گئی ہے آج دنیا کی کئی قومیں ہیں جو اہل کتاب ہونے کے باوجود گمراہی وضلالت کی شکار ہیں، اس کا سبب صرف یہی ہے کہ انہوں نے اسلاف کو اس درجہ فراموش کر دیا ہے کہ پھر حقیقی بازیافت کی بھی گنجائش نہیں رہی اور بازیابی کی ضرورت نے انہیں اصنام پر اعتماد کرنے پر مجبور کر دیا، جن کی حیثیت تصور محض سے زیادہ نہیں ہے۔

یہی بنیادی نکات ہیں جن پر سنجیدگی کے ساتھ غور وخوض کے حضرت مولانا ساجد رضا مرتضوی صاحب کے منصوبے ہیں، ایک اہم مذہبی شخصیت حضرت مولانا محمد شریف الحق شاہدی رشیدی علیمی نوری ملقب بہ ”شریف ملت“ پورنوی علیہ الرحمۃ والرضوان کی سوانح ”

تذکرہ شریف ملت“ کے نام سے لکھنے کا جذبہ پیدا ہوا، یہ جذبہ قابل تعریف بھی ہے اور قابل تقلید بھی۔

اہم کام انجام دینے کے لئے افراد کی ضرورت ہر زمانہ میں رہی ہے جو ملی مفاد پر ذاتی مفاد کو قربان کرنے کا حوصلہ رکھتے ہوں۔ جن کے دل میں یہ فطرت پلتا ہو ظاہر ہے فطرت ذہن ودل کے تابع نہیں ہوتی ہے بلکہ ذہن ودل اس کے تابع ہوتے ہیں یہی وجہ ہے کہ دن بھر کی تھکی ماندی دنیا جب رات کو چین کی نیند سو جاتی ہے تو یہ خاص بندے ملی مسائل حل کرنے کی تدابیر سے الجھے ہوتے ہیں ان کے حوصلوں کو بستر کی گدازی مات نہیں دے پاتی ہے۔

حضرت محدوم بہاری مخدوم جہاں شیخ شرف الدین یحیی منیری علیہ الرحمۃ والرضوان بہار شریف کا قول ہے ”: جس کے دل میں دین کا درد ہوتا ہے وہی دین کا کام کرتا ہے“

حضرت مولانا ساجد رضا مرتضوی کی ذات قابل ستائش بھی ہے اور قابل تقلید بھی، جو اس تاریکی اور تساہلی کے دور میں چراغ راہ ہیں، اس پرفتن دور میں مشعل ہدایت ہیں، ان کی کاوش فکر اور عمل جنوں خیز کو دیکھنے کے بعد بے ساختہ کہنا پڑتا ہے۔

انہیں کے دم سے فروزاں ہیں ملتوں کے چراغ
زمانہ صحبت ارباب فن کو ترسے گا

ڈاکٹر حسن رضا
10/12/25

تقریظ جلیل

پیرطریقت، رہبر شریعت، خلیفہ وارث جبہ مولائے کائنات وحضور اشرف الفقہاء حضرت علامہ مولانا حافظ غلام یاسین رضوی القادری صاحب مدظلہ العالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین محمد وآلہ وصحبہ اجمعین

بزرگانِ دین کی کرامات اور علمائے عظام کی اشاعتِ دین کا تذکرہ ہر دور میں ہوتا رہا ہے۔ اس موضوع پر مختلف زبانوں اور ادوار میں چھوٹی بڑی کتابیں لکھی جاتی رہی ہیں۔ مگر اس پرفتن دور میں کتب تذکار کی تصنیف وتالیف کی ضرورت کئی جہت سے بڑھ گئی ہے، ملکی، مسلکی اور خاندانی حالات کے مدنظر دستاویزی ثبوت کے تحت دینی شخصیات کی احوال بندگی محفوظ کر لینے کی ضرورت واہمیت مسلم ہیں۔

تجربہ شاہد ہے کہ اکثر واعظین اپنے مواعظِ حسنہ میں اور پیرانِ کبار اپنی خاص مجالس میں بزرگانِ دین کے کشف وکرامات اور سوانحِ حیات کا ذکر خیر کر کے مجالس کو گرماتے رہے ہیں۔ سامعین ایک خاص جذبہ اور تاثر کے ساتھ سنتے اور لطف اندوز ہوتے رہے ہیں۔

بعض مصنفین اور مضمون نگار بھی اس عنوان پر اپنی قلمی صلاحیتوں اور انشاء پردازی کا جوہر دکھا کر عوام سے خراجِ تحسین وصول کرتے رہے ہیں۔ شک نہیں کہ بزرگانِ دین اور علمائے صالحین کی کرامات اور پاکیزگیوں کا تذکرہ ایک ایسا موثر اور دلکش ذریعہ

ہے جس سے روح کی صفائی، قلب میں ایمان ونور کی تجلیاں اور دل ودماغ کے گوشہ گوشہ میں ایمانی روشنیاں پیدا ہوتی ہیں۔ اس سے اہلِ ایمان کی اسلامی رگوں میں طوفانی لہر دوڑتی ہے اور جسم کے ہر عضو میں اعمالِ صالحہ کا عرفانی جذبہ ابھرتا محسوس ہوتا ہے۔

میرا نظریہ یہ ہے کہ دورِ حاضر میں بزرگانِ دین کی عبادتوں، ریاضتوں اور کرامتوں کا زیادہ سے زیادہ ذکر مسلمانوں میں جوشِ ایمان اور جذبہ وعمل پیدا کرنے کا بہترین اور نہایت موثر ذریعہ اور نہایت ہی احسن طریقہ ہے۔

اسی تسلسل کو زندہ وجاوید رکھنے کے لیے عزیزی مکرم حضرت حافظ وقاری مولوی ساجد رضا قادری نے سیمانچل سے تعلق رکھنے والی ایک عظیم القدر گراں مایہ ہستی جامع شریعت وطریقت، حجۃ الخلف حضرت علامہ مولانا مفتی محمد شریف الحق شاہدی رشیدی علیمی نوری علیہ الرحمہ کی گوشہ ہائے زندگی پر قلم اٹھایا، اور ان کے دین کی اشاعت میں ہمہ تن مصروفیات، خوفِ خدا کے سائے میں گزرنے والی لمحات کو موتیوں کی طرح پیرو کر رکھ دیا، جو آنے والی نسلوں کے لئے اول تا آخر مشعلِ راہ کا کام دے گی۔

میں دعا گو ہوں کہ اللہ رب العزت اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے عزیزی مکرم کے اس کاوش صد کوشش کو قبول فرمائے اور اسے عوام وخواص میں عام مقبولیت عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

محمد غلام یاسین رضوی

صدر مدرس

مرکز اہل سنت دار العلوم رضائے مصطفیٰ، بودھن ضلع نظام آباد تلنگانہ

تقریظ فاخرہ

مصنف کتب کثیرہ ماہر رضویات حضرت علامہ ومولانا مفتی محمد عیسی رضوی دام اقبالہ، شیخ الحدیث ومفتی الجامعۃ الرضویۃ مظہر العلوم گرسہائے گنج قنوج یوپی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سوانح نگاری تاریخ کا ایک حصہ ہے اس سے ماضی کے انسانی احوال کا علم ہوتا اوران کے آثار وباقیات معلوم ہوتے ہیں اگر تاریخ نویسی کا رواج نہ ہوتا اور یہ فن وجود میں نہ آتا تو ہم بہت سارے ایسے واقعات وحادثات سے ناواقف وبے بہرہ رہ جاتے جن کا تعلق ماضی سے ہے چونکہ انسانوں کے احوال وکوائف اور ان کی زندگی میں پیش آنے والے واقعات ومعاملات ہی کو تاریخ کہتے ہیں۔ اگر انسانی زندگی میں نشیب وفراز نہ ہوتا، ادبار وپستی نہ ہوتی، انسانی زندگی کے لوازم اوران کے کارنامے نے ہوتے تو تاریخ بھی نہ ہوتی کیونکہ حوادث زمانہ اورافراد ورجال کے حالات ہی سے تاریخ تشکیل پاتی ہے۔ جب دنیا میں تاریخ نویسی کا رواج ہوا، امصار وبلاد کے حالات لکھے گئے، اقوام عالم کی کہانیاں لکھی گئیں، بادشاہوں کے فتوحات اوران کی ملک گیری کی داستان لکھی گئی تو حیات انسانی کے مختلف گوشوں پر بھی روشنی ڈالی گئی اوراس کے علم وعمل، اسکی عائلی وذاتی زندگی، اسکے کارنامے وخدمات، اسکی معاشرت دررہن سہن، اخلاق وکردار، عادات واطوار وغیرہ کو سپرد قرطاس کیا گیا یہی چیزیں تاریخ کا حصہ بن گئیں انہیں کو تاریخ کہا جانے لگا۔

یہ بات ایسی ہستی کے ساتھ ہوئی جو اہل علم وعقل کے درمیان قابل ذکر ہوئی یا ان

کے کارنامے سراہنے کے لائق ہوئے یا اس نے کوئی ایسا کارنامہ انجام دیا جو قابل ذکر ہونے کے ساتھ دوسروں کیلئے مفید وکارآمد بھی ہوا، ورنہ ہرکس وناکس کو یہ شرف واعزاز نہ ملا نہ تاریخ کے دامن میں ایسی گنجائش ہے کہ ہر فرد بشر کو اپنے دامن میں جگہ دیدے، ہر ایک کا تذکرہ محفوظ رکھے اگر ہر شخص کو تاریخ کے اوراق میں جگہ مل جاتی تو تاریخ بازیچہ اطفال بن جاتی اس کا وقار مجروح ومتاثر ہوجاتا اسکی حیثیت واقعیہ سلامت وباقی نہ رہتی اسلئے تاریخ کا حصہ وہ واقعہ یا وہ انسان ہوتا ہے جو معیار تاریخ کے لائق ہو ورنہ مٹی پتھر اور سنگریزوں کا ذکر تاریخ کے اوراق میں نہیں ہوتا۔

پیش نظر کتاب ''تذکرہ شریف ملت'' میں جس ذات گرامی کا ذکر جمیل ہے وہ علم وعمل سے آراستہ و پیراستہ اورمعاشرتی طور پر مشہور زمانہ ہے، اس ذات بابرکت کے بارے میں جو کچھ بھی لکھا گیا ہے وہ مبنی برحقیقت ہے اس میں صداقت وسچائی ہے، کچھ لوگ ایسے موقعے پر جزاف ومبالغہ آرائی سے کام لیتے اور رائی کو پہاڑ بنا کر پیش کرتے ہیں مگر میں نے ''تذکرہ شریف ملت'' کو دیکھا، تو اس میں کوئی بات خلاف واقعہ نہیں ملی نہ اس میں کسی طرح کی مبالغہ آرائی کی گئی ہے بلکہ حضرت شریف ملت کی زندگی سے متعلق جو احوال و آثار ہیں ان کو سیدھے سچے لفظوں میں بیان کردیا گیا ہے، یہاں تک کہ اس میں جدت طرازی بھی نہیں کی گئی نہ اسلوب حقیقت کو بدلا گیا ہے۔ اسلئے میں کہہ سکتا ہوں کہ کتاب کے اندر جو کچھ ہے وہ حقائق کے اجالے میں سو فیصد حق ودرست ہے، البتہ سوانح نگاری میں کہیں کہیں پر زبان وبیان کے استعمال وتعبیر میں کچھ نقص وکمی تھی اسے میں نے کسی حد تک دور کردیا ہے جس سے کتاب لائق اشاعت اور قابل دید ہوگئی ہے۔

میں نے اپنے تاثرات کی چند سطریں عزیز گرامی جناب حافظ وقاری علامہ و مولانا ریحان رضا قادری شریفی خطیب وامام مسجد ایک منارا گرسہائے گنج قنوج یوپی کے

اصرار وتقاضے پر لکھ دیں ورنہ اگر میں عدیم الفرصت نہ ہوتا تو اور بھی کچھ لکھنے کی کوشش کرتا۔

تذکرہ شریف ملت کے مصنف حضرت علامہ ومولانا محمد ساجد رضا قادری مرتضوی نے اسکی تصنیف وترتیب میں جو محنت وجانفشانی کی ہے۔رب کائنات اسے قبول فرمائے اسکے صلے میں انہیں اوران کے جملہ معاونین کو جزائے خیر سے نوازے۔

آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین وصلی اللہ تعالی علی خیر
خلقہ محمد والہ واصحابہ اجمعین برحمتک یاارحم
الراحمین

محمد عیسی رضوی قادری
خادم الحدیث والافتاء
الجامعۃ الرضویۃ مظہر العلوم گرسہائے گنج قنوج یوپی
2 شعبان المعظم 1447ھ
23 جنوری 2026ء

تقریظ بے نظیر

عالم اجل فاضل بے بدل مشائخ کے دست گرفتہ راہ شریعت وطریقت کے شناور عدیم النظیر مفتی محمد سبطین رضا مرتضوی حفظہ اللہ تعالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الحمدللہ ذی العزۃ والاجلال، والصلاۃ والسلام علی
صاحب السکینۃ والجمال، وعلی آلہ وصحبہ خیر آلٍ
واکرم نوال

اربابِ علم ودانش پر یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ اکابرینِ امت اورعلمائے ربانیین کے احوال وآثار کو قرطاسِ ابیض پر بکھیرنا دراصل ملتِ اسلامیہ کی علمی تاریخ کو زندہ رکھنے کے مترادف ہے۔زیرِ نظر تالیف ''تذکرہ شریف ملت'' اسی سلسلے کی ایک سنہری کڑی ہے،جس میں ایک ایسی عبقری شخصیت کا ذکرِ خیر کیا گیا ہے جو بیک وقت علومِ عقلیہ ونقلیہ کی جامع،شریعت وطریقت کی سنگم اور مسلکِ حق کی پاسبان تھی۔حضرت علامہ مولانا محمد شریف الحق شاہدی رشیدی علیمی نوری، المعروف شریف ملت پورنوی علیہ الرحمہ کی زندگی زہد واتقا اور خدمتِ دین کا ایک ایسا روشن مینار ہے جس سے آنے والی نسلیں مدتوں فیضیاب ہوتی رہیں گی۔

اس کتاب کے فاضل مؤلف،محب گرامی، ادیب شہیر،ضیاء الادباء،مولانا محمد ساجد رضا قادری مرتضوی نے جس محبت، والہانہ پن اور تحقیقی جستجو کے ساتھ صاحبِ تذکرہ

کی زندگی کے مختلف گوشوں کو یکجا کیا ہے، وہ ان کے جذبہ صادق اور اکابر سے عقیدت کا بین ثبوت ہے۔ مؤلف نے نہ صرف شریف ملت کی سوانح کو حسنِ ترتیب سے آراستہ کیا، بلکہ ان کے تعلیمی سفر، اساتذہِ کرام کے فیضان اور ان کی سماجی ورفاہی خدمات کو اس طرح بیان کیا ہے کہ قاری خود کو اس عہد کے علمی ماحول میں محسوس کرنے لگتا ہے۔ کتاب کی زبان سادہ، پرکشش اور موثر ہے، جو مصنف کی علمی بصیرت اور فنی مہارت پر دال ہے۔ خاص طور پر پورنیہ کی علمی تاریخ کے ساتھ صاحبِ کتاب کی شخصیت کا امتزاج اس تالیف کو محض ایک سوانح نہیں بلکہ ایک تاریخی دستاویز کا درجہ عطا کرتا ہے۔

صاحبِ تذکرہ کی شخصیت بذاتِ خود ایک انجمن تھی، جنہیں حضور مفتیِ اعظم ہند جیسی جلیل القدر ہستی نے ''شریف ملت'' کے لقب سے نواز کر ان کی عظمت پر مہرِ تصدیق ثبت فرمائی۔ ایسی ہمہ جہت شخصیت پر قلم اٹھانا یقیناً ایک مشکل امر تھا، مگر مؤلف نے حقِ محبت ادا کر دیا ہے۔ یہ کتاب جہاں اہل سنت وجماعت کے لیے ایک عظیم علمی تحفہ ہے، وہی طالبانِ علومِ نبویہ کے لیے استقامت اور محنت کا سبق بھی ہے۔

دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ اس کتاب کو قبولِ عام عطا فرمائے، مؤلف کی اس کاوش کو ان کے لیے صدقۂ جاریہ بنائے اور ہمیں اپنے اسلاف کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

سبطین مرتضوی

تقریظ گراں مایہ

سلسلہ فیضان رضوی واشرفی کا سنگم، پیر طریقت رہبر راہ شریعت
حضرت علامہ مولانا محمد غلام رسول مہر سعدی حفظہ اللہ تعالی

الحمد للہ رب العالمین، والصلوٰۃ والسلام علی اشرف الانبیاء والمرسلین، وعلی الہ واصحابہ اجمعین:

امابعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ

[پ10، التوبہ، 119]

اللہ پاک قرآن مقدس میں ارشاد فرماتا ہے:

ترجمہ کنزالایمان: اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو۔

اِس آیت سے نیک لوگوں کی صحبت میں بیٹھنے کا بھی ثبوت ملتا ہے کیونکہ نیک لوگوں کے ساتھ ہونے کی ایک صورت ان کی صحبت اختیار کرنا بھی ہے اور ان کی سیرت پڑھنا بھی ہے۔ اور ان کی صحبت یا سیرت اختیار کرنے کا ایک اثر یہ ہوتا ہے کہ ان کی سیرت وکردار اور اچھے اعمال دیکھ کر خود کو بھی گناہوں سے بچنے اور نیکیاں کرنے کی توفیق مل جاتی ہے اور ایک اثر یہ ہوتا ہے کہ دل کی سختی ختم ہوتی اور اس میں رِقَّت ونرمی محسوس ہوتی ہے، ایمان پر خاتمے اور قبر وحشر کے ہَولناک معاملات کی فکر نصیب ہوتی ہے، اس لئے ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ نیک بندوں سے تعلقات بنائے اور ان کی صحبت اختیار کرے اور کسی

کی بھی صحبت اختیار کرنے سے پہلے غور کرلے کہ وہ کس کی صحبت اختیار کر رہا ہے، اس کی ترغیب سے متعلق حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، حضور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ نے ارشاد فرمایا۔

’’آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے تو اسے دیکھنا چاہئے کہ وہ کس سے دوستی کر رہا ہے۔ (ترمذی، کتاب الزہد، 45-باب، 4/167، الحدیث:2385)

دیندار دوست تلاش کرنے کی ترغیب دیتے ہوئے حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں۔

’’سچے دوست تلاش کرو اور ان کی پناہ میں زندگی گزارو کیونکہ وہ خوشی کی حالت میں زینت اور آزمائش کے وقت سامان ہیں۔ اور کسی گناہگار کی صحبت اختیار نہ کرو ورنہ اس سے گناہ کرنا ہی سیکھو گے۔

(احیاء علوم الدین، کتاب آداب الالفۃ والاخوۃ۔۔۔ الخ، الباب الاول فی فضیلۃ الالفۃ والاخوۃ۔۔۔ الخ، بیان الصفات المشروطۃ فیمن تختار صحبتہ، 2/214/)

حضرت سفیان بن عیینہ رضی اللہ عنہ کا معروف مقولہ ہے۔

’’عند ذکر الصالحین تنزل الرحمہ‘‘ یعنی نیک لوگوں کے ذکر کیوقت رحمت نازل ہوتی ہے۔‘‘ (حلیۃ الاولیائ، ج7،ص335)

مفسر قرآن، شیخ الاسلام والمسلمین، رئیس المحققین، شہزادہ حضور محدث اعظم ہند، حضرت علامہ مفتی ابوالحمزہ سید شاہ محمد مدنی اشرفی جیلانی کچھوچھوی فرماتے ہیں:

اہل اللہ کے حالات وواقعات پڑھنے اور سننے سے قلب مضطر کو سکون

ملتا ہے، روح کو بالیدگی نصیب ہوتی ہے، فکر ونظر کا انتشار دور ہوتا ہے، عقل آوارہ کا زور ٹوٹتا ہے، روحانیت کو ترقی ملتی ہے، اور معرفت الٰہی کا راستہ آسان ہوتا ہے اس لئے زمانہ قدیم ہی سے عرفائے حق کے تذکرے لکھنے اور شائع کرنے کا معمول رہا ہے اور مشائخ طریقت اپنے وابستگان سلسلہ کو اولیاء کاملین کے حالات ومعمولات اور تعلیمات وارشادات بار بار پڑھنے کی نصیحت کرتے ہیں۔

(حیات مخدوم العالم ص19)

نیز علماء اہلسنت کے تذکرے اور ان کی سیرت وکردار، اخلاق واعمال اور ان کے فضائل عوام اہلسنت کے سامنے پیش کرنے کی ضرورت ہے تاکہ ان کی پیروی کرتے ہوئے عوام الناس اپنے اعمال وافعال کو بہتر سے بہتر کرسکیں اور علماء اہلسنت کی محبت اور ان کی خدمات کرکے دونوں جہاں میں سرخروئی حاصل کرسکیں۔

باعمل علماء کی صحبت میں بیٹھنے کی بھی بہت فضیلت ہے چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے:

’’علماء کی صحبت میں بیٹھنا عبادت ہے۔‘‘ (مسند الفردوس، باب المیم، 4/156، الحدیث:6486)

دوسری حدیث میں ہے کہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ نے فرمایا: جب تم جنت کے باغوں میں سے گزرو تو چر لیا کرو۔ عرض کی گئی، یا رسولَ اللہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ، جنت کے باغ کیا چیز ہیں؟ ارشاد فرمایا: علم کی مجلسیں۔ (معجم الکبیر، باب العین، مجاہد عن ابن عباس، 11/78، الحدیث:11158)

حضرت سہل رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں:

جو چاہتا ہے کہ وہ انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی مجلسوں کی طرف دیکھے اسے چاہیے کہ علماء کی مجلسوں کی طرف دیکھے کہ کوئی مرد آتا ہے اور کہتا ہے کہ اے فلاں (یعنی مولانا صاحب، مفتی صاحب) آپ اس مرد کے بارے میں کیا کہتے ہیں جس نے اپنی عورت کے بارے میں اس اس طرح قسم کھائی، پس وہ عالم کہتا ہے کہ اس کی عورت کو طلاق ہوگئی اور ایک دوسرا شخص آتا ہے اور کہتا ہے، آپ اس مرد کے بارے میں کیا کہتے ہیں جس نے اپنی عورت کے بارے میں ایسے ایسے قسم اٹھائی تو وہ کہتا ہے کہ وہ مرد اپنی اس بات کے ساتھ حانث (قسم توڑنے والا) نہیں ہوا اور یہ بات کہنا (یعنی احکام شرع بیان کرنا) جائز نہیں مگر انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور علماء کے لیے۔ پس اس بات سے علماء کی شان پہچان لو۔ (الفقیہ والمتفقہ، ذکر احادیث واخبار شتی یدلّ جمیعہا علی جلالۃ الفقہ والفقہائ، 1/159، روایت نمبر:136)

حضرت بہز بن حکیم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا۔

''جو علماء کی صحبت میں بیٹھا تحقیق وہ میری صحبت میں بیٹھا اور جو میری صحبت میں بیٹھا یقینا وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں بیٹھا۔

(کنز العمال، حرف العین، کتاب العلم، قسم الاقوال، الباب الاول فی الترغیب فیہ، 5/74، الحدیث:28879، الجزء العاشر)

حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں۔

''علماء کی مجالس سے الگ نہ رہو اس لئے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے روئے زمین پر علماء کی مجالس سے مکرم کسی مٹی کو پیدا نہیں فرمایا۔ (احیاء علوم الدین، کتاب ترتیب الاوراد وتفصیل احیاء اللیل، الباب الاول فی فضیلۃ الاوراد وترتیبہا واحکامہا، بیان اختلاف الاوراد باختلاف الاحوال، 1/460)

حضرت سفیان بن عیینہ رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا ارشاد ہے:

ایسے لوگوں کی صحبت اختیار کرو جن کی صورت دیکھ کر تمہیں خدا یاد آئے، جن کی گفتگو تمہارے علم میں اضافہ کرے، جن کا عمل تمہیں آخرت کا شوق دلائے۔ (جامع بیان العلم وفضلہ، باب جامع فی آداب العالم والمتعلم، ص172/ بحوالہ تفسیر صراط الجنان)

اللہ تعالیٰ ہمیں نیک لوگوں کو اپنا دوست بنانے، علم کی مجالس اور علماء کی صحبت میں بیٹھنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین

نمونہ اسلاف، عمدۃ الخلف، بقیۃ السلف، مناظر اہلسنت، مفکر دین وملت، واقف رموز حقیقت ومعرفت، عالم شریعت وطریقت، تلمیذ حضور صدر الشریعہ وحضور محدث اعظم پاکستان علیہما الرحمہ، شریف ملت حضرت علامہ مولانا مفتی محمد شریف الحق شاہدی، رشیدی، علیمی، نوری علیہ الرحمہ اپنے وقت کے جید علماء کرام میں سے ایک تھے۔ جن کا ذکر خیر اور اعمال واشغال قوم مسلم کے سامنے لانا، پیش کرنا فیوض وبرکات اور ان کے غلاموں میں شامل ہونے کا بہترین ذریعہ ہے۔

آپ ان بندگان خدا میں سے تھے جن کے بارے میں رب تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا (پ16،سورہ مریم،آیت96)

ترجمہ کنزالایمان: بیشک وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے عنقریب ان کے لیے رحمٰن محبت کردے گا۔

اب یہاں سے نیک اعمال کرنے والے مسلمانوں کا ذکر کیا جا رہا ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا کہ بیشک وہ جو ایمان لائے اور نیک اعمال کئے عنقریب اللہ تعالیٰ انہیں اپنا محبوب بنا لے گا اور اپنے بندوں کے دلوں میں ان کی محبت ڈال دے گا۔(تفسیر کبیر، مریم، تحت الآیۃ: 96، 7/567، خازن، مریم، تحت الآیۃ: 96، 3/248، ملتقطاً)

زمین والوں میں حضرت شریف ملت کی مقبولیت کی دلیل

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

''جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو حضرت جبریل علیہ السلام کو ندا کی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ فلاں بندے سے محبت رکھتا ہے لہٰذا تم بھی اس سے محبت کرو۔ حضرت جبریل علیہ السلام اس سے محبت کرتے ہیں۔ پھر حضرت جبریل علی السلام آسمانی مخلوق میں ندا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں بندے سے محبت فرماتا ہے لہٰذا تم بھی اس سے محبت کرو، چنانچہ آسمان والے بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں، پھر

زمین والوں میں اس کی مقبولیت رکھ دی جاتی ہے۔(بخاری، کتاب بدء الخلق، باب ذکر الملائکۃ، 2/382، الحدیث: 3290/تفسیر صراط الجنان)

اس سے معلوم ہوا کہ مومنینِ صالحین و اَولیائے کاملین کی مقبولیتِ عامہ ان کی محبوبیت کی دلیل ہے جیسے کہ حضور غوثِ اعظم اور خواجہ غریب نواز اور داتا گنج بخش علی ہجویری، مخدوم اشرف سمنانی کچھوچھوی، سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان، شیخ المشائخ مولانا سید شاہ علی حسین اعلیٰ حضرت اشرفی میاں، بحرالاسرار شاہ عبدالعلیم آسی رشیدی غازی پوری، قدوۃ العلماء رفیقِ اعلیٰ حضرت، حضرت مولانا خواجہ حفیظ الدین لطیفی رحمان پوری، حضور مفتی اعظم ہند، حضور محدث اعظم ہند، حضور شیخ اعظم حضرت علامہ سید محمد اظہار اشرف اشرفی کچھوچھوی، حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خان ازہری، امام علم وفن حضرت خواجہ مظفر حسین نوری پورنوی رضی اللہ تعالیٰ عنہم، اور دیگر معروف اَولیاء کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی عام مقبولیت ان کی محبوبیت کی دلیل ہے۔

نیز اس سے حضرت شریف ملت علیہ الرحمہ کی مقبولیت کا بھی علم ہوا کہ آج حضرت شریف ملت علیہ الرحمہ اپنے مزار میں سو رہے ہیں اور اب ان کی سیرت وکردار پر کتاب مرتب ہوکر منظر عام پر آرہی ہے۔

بجا کہے جسے عالم اسے بجا سمجھو   زبان خلق کو نقارہ خدا سمجھو

بحمداللہ تعالیٰ!

ماہر فکر وقلم، ضیاء الحفاظ والقرائ، شیدائے اولیا، ہمدرد قوم وملت، عاشق اعلیٰ حضرت، پیکر اخلاص محبت، محبوب العلماء والمشائخ حضرت مولانا حافظ وقاری محمد ساجد رضا قادری مرتضوی کٹیہاری:(بانی فیضان لوح وقلم، جگناتھ پور، (بیلوا) آباد

پور، بارسوئی، کٹیہار بہار) کی یہ کتاب ''تذکرہ شریف ملت'' حضرت علیہ الرحمہ کی حیات وخدمات پر پہلی کتاب ہے۔حضرت شریف ملت علیہ الرحمہ پر مزید کام کرنے والوں کے لئے یہ کتاب سنگ میل اور ماخذ ومراجع ثابت ہوگی۔

حضرت مرتضوی صاحب نے بہت اچھا لکھا ہے اور حضرت شریف ملت علیہ الرحمہ سے متعلق زیادہ سے زیادہ معلومات یکجانے کی اچھی کوشش کی ہے۔مولانا مرتضوی صاحب کی یہ کوئی پہلی تالیف وتصنیف اور ترتیب کردہ نہیں ہے۔ بلکہ تقریباً آپ کی دودرجن کتابیں چھوٹی اور بڑی شائع ہوکر منظر عام پر آچکی ہیں۔اور موصوف علماء ومشائخ اہلسنت سے دادوتحسین حاصل کرچکے ہیں۔

جن میں چند کتاب اور مضامین کے اسماء یہ ہیں۔

تذکرہ استاذ الاساتذہ: مختصر حالات زندگی تلمیذ ملک العلماء حضرت علامہ محمد مزمل حسین اشرفی علیہ الرحمہ۔اولیاء وصلحا اور عرس کے فضائل ومسائل، مطبوعہ شامل کتاب (قبر سے جسم سلامت نکلا) مناظرہ آباد پور۔صدیوں کی زبانی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی کہانی۔حسام الحرمین کی صداقت کے صد سالہ اثرات۔ماہ محرم میں مسلمان کیا کریں؟۔ دبستان یٰسینی۔سیمانچل میں اسلام کے اولیں نقوش۔گوش برآواز ہوجاؤ یہ ڈنکے کی چوٹ ہے۔تمام مذاہب میں قربانی کے تصور کا فلسفہ۔سلسلہ سہروردیہ کا ایک گم شدہ ستارہ۔وغیرہ

ماہر فکر وقلم، ضیاء الحفاظ والقرائ، حضرت مولانا حافظ وقاری محمد ساجد رضا قادری مرتضوی صاحب، کی یہ کتاب ''تذکرہ شریف ملت''، جس میں علماء کرام اور مشائخ عظام اور دانشورانِ قوم ملت کے تاثرات بھی شامل ہیں شائع کرنے کی سعادت حاصل کررہے ہیں۔

یقیناً لائقِ تعریف اور موصوف قابل مبارک باد ہیں۔ بلاشبہ مولانا موصوف نے

شخصیات سے لیکر امت کی دینی ضرورت کے پیش نظر وقت کی اہم ترین ضرورتوں کی تکمیل کرتے ہوئے ملت کو ایک عظیم اثاثہ دیا ہے۔حضرت مولانا ایک طویل عرصہ سے دینی، ملی، مسلکی، اور مشربی خدمات انجام دے رہے ہیں، اور آئندہ یہی امید ہے، اللہ پاک مزید عروج بخشے۔

اخیر میں رب کائنات کی بارگاہ میں التجا ہے کہ پرورگار عالم بطفیل حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم مولانا موصوف کی اس کاوش کو بھی دیگر تصنیفات کی طرح قبول فرمائے اور اہلسنت وجماعت المعروف مسلک اعلیٰ حضرت کے ماننے والوں کے ایمان وعقائد کی حفاظت فرمائے۔

آمین بجاہ اشرف الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

فقط خاکسار:

ابوضیا غلام رسول مہر سعدی قادری چشتی رضوی اشرفی، برکاتی

خلیفہ حضور شیخ الاسلام، وحضور قائد ملت، وحضور توصیف ملت۔

مقیم حال بلگام کرناٹک انڈیا

وطن مالوف: بوہر، تیلتا، بارسوئی، کٹیہار، بہار

21/ رمضان المبارک 1447ھ۔مطابق 11/03/2026ء بروز بدھ

تقریظ مفیدہ

ہادی دین مفتی شرع متین حضرت علامہ ومولانا مفتی محمد معصوم ارشد
رشیدی حفظہ اللہ تعالیٰ خلیفہ حضور شیخ الاسلام
بانی ومہتمم جامعہ شاہ صاحب للبنات فاطمہ نگر منڈیل بائسی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

امابعد

تذکرہ شریف ملت دراصل یہ کتاب محافظ سنیت نافع خلق ابوالمحاسن حضرت علامہ ومولانا محمد شریف رشیدی قدس سرہ العزیز تاراباڑوی پورنیہ بہار کے مختصر سوانح پر مبنی ہے، جنہوں نے اپنی پوری زندگی اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے تحت بسر کی اور لوگوں کی اصلاح کی، تقریباً سیکڑوں تشنگان راہ حق نے آپ کی صحبت مبارکہ سے فیض پایا۔ ایسی عظیم اور عہد ساز شخصیت کا تعارف وتذکرہ ناگزیر تھا، تاکہ ان کی پاکیزہ زندگی سے سبق حاصل کیا جائے، اور دارین میں کامیابی وکامرانی سے ہم کنار ہوجائے، ان کے نقش قدم پر چلا جائے۔

یقیناً اکابرین اسلام کی حیات وتذکرہ حکمت وبصیرت کا خزانہ ہوتا ہے، جس سے سیکھ کر عوام وخاص خطاؤں سے بچ سکتا ہے، ان کی باتیں سماعت کرنے سے عقل وشعور میں اضافہ ہوتا ہے، مشکلات میں صحیح سمت ملتی ہے، نئی نسلوں کے لئے واقعات

ماضی اخلاقی وسماجی تربیت کے ساتھ مشعل راہ ہے، کہا جاتا ہے کہ جو قوم یا ملت اپنے بزرگوں کو اپنی روایات اپنی تہذیب کو بھلا دیتی ہے، وہ قوم غفلت کی شکار ہوجاتی ہے۔

انہیں امور کے پیش نظر زیر مطالعہ کتاب ''تذکرہ شریف ملت'' جسے ادیب شہیر ماہر فکر وفن حضرت علامہ مولانا ساجد رضا قادری مرتضوی صاحب قبلہ نے بڑی عرق ریزی اور شب وروز کی جانفشانی سے مرتب کیا ہے، اور شریف ملت کی زندگی کے ایک ایک گوشے کو پیش کیا ہے۔

بڑے قابل مبارکباد اور لائق تحسین ہیں صاحب کتاب جنہوں نے اس بار عظیم کو اپنی ذمہ داری سمجھ کر تکمیل تک پہنچایا، مولانا موصوف ایک ذی استعداد مدرس کے ساتھ کمال تصنیفی کے بیشتر اصول وقواعد سے ازبر ہیں بہترین ادیب اور بلند پایہ عالم ہونے کے ساتھ ساتھ عصری علوم کے زیور سے بھی مزین وآراستہ ہیں، یہ کتاب جہاں موصوف کی تحریرانہ کمالات اور ادیبانہ تصرفات کا پتہ دیتی ہے، وہیں آپ کی سوانح ذاتی حالات وواقعات کی بھی نشاندہی کرتی ہے۔

ماہ رمضان المبارک میں کثیر مصروفیات کی بنا پر ناچیز پوری کتاب کا مطالعہ تو نہ کرسکا لیکن جستہ جستہ مختلف مقامات سے دیکھنے کی سعادت حاصل ہوئی، اور خوب سے خوب تر پایا۔ پروردگار عالم اپنے حبیب پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین مبارک کے صدقہ وطفیل اپنی بارگاہ کرم میں شرف قبولت عطا فرمائے، اور ان کے والدین کریمین اور ہم سب کے لئے ذخیرۂ آخرت بنائے۔ آمین

ازقلم: محمد معصوم ارشد رشیدی مصباحی

خلیفہ حضور شیخ الاسلام بانی ومہتمم جامعہ شاہ صاحب للبنات فاطمہ نگر منڈیل بائسی

Heart imprint

گوہر سیمانچل جوہر فن ایڈوکیٹ غلام نورانی رشیدی
ترجمان: مصطفائی کلب ریان پور کدوا کٹیہار بہار

"Tazkera Shareef e Millat" is a significant and heartfelt tribute that beautifully documents the life of Sharif-e-Millat Hazrat Maulana Muhammad Sharif-ul-Haq Shahidi Rashidi (RA). The author, Moulana Muhammad Sajid Raza Qadri Martazvi Sahab has performed a noble service by preserving the history of a great spiritual leader whose life serves as a "beacon of light" (Mash'al-e-Rah) for the community. The work is described as a "valuable historical record" that fills a significant void, ensuring that the legacy of Hazrat Sharif-e-Millat (RA) continues to inspire future generations.

The author's dedication is seen as "praiseworthy and exemplary," especially in an era where the

contributions of such religious personalities are often overlooked. Ultimately, this book stands as a vital "documentary evidence" of a sacred legacy, making it an essential read for those seeking spiritual guidance and historical knowledge.

Indeed! This book is intended to serve as a means of "cleansing the soul" and igniting the "light of faith" in the hearts of readers by recounting the piety and miracles of a righteous scholar.

Advocate Gholam Noorani Rashidi

Spokeperson

Mustafai Club

پورنیہ کی مختصر تاریخ

پورنیہ کی وجہ تسمیہ

پورنیہ کی وجہ تسمیہ سے متعلق مختلف محققین نے مختلف خیال آرائیاں اور سخن سنجیاں کی ہیں، لہذا پورنیہ کے نام پر غور وفکر کرتے ہوئے میرے خیال میں سب سے پہلے انگریز مؤرخ ایس ایس او مالی نے ندیوں اور نالے میں ڈبکیاں لگائی، سیمانچل کے ہر ندی نالے اور تالاب وغیرہ میں چونکہ کنول اور نیلوفر کے پھول بکثرت کھلتے ہیں، جہاں سے اس نے ''پورن'' کا معنی کنول کا پھول برآمد کیا، جیسا کہ اس نے ''بنگال ڈسٹرکٹ گزیٹر پورنیہ'' کے صفحہ 16 پر لکھا ہے۔

> the name:purnea is an english corruption of the vernacular name purania, and this or puraniya is the designationof the district in old records. local tradition states that it is derived from the word purain,the local name for the lotus,which is said to have grown thickly in the neighbourhood of the town,when the kosi river flowed past it.another derivation which hasbeen

suggested is pura-aranya, meaning, absolute forest,fo tradition asserts that the district was once covered by dense forest. p:1

نام ’’پورنیا‘‘ ایک مقامی انگریزی زبان کا لفظ ہے اسی سے شہر کا نام ’’پورنیا‘‘ ہے، اور یہ یا ’’پُرانیہ‘‘ پرانی تاریخوں میں اس ضلع کا نام ہے۔ مقامی روایت میں کہا گیا ہے کہ یہ لفظ پورین سے ماخوذ ہے، اس کنول کا مقامی نام، جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ قصبے کے پڑوس میں بہت زیادہ کھلتا تھا، جب کوسی ندی اس کے قریب سے گذر رہی تھی۔ مطلب، مطلق جنگل، روایت کے مطابق یہ کہا جاتا ہے کہ اس ضلع میں کبھی گھنے جنگلات بہت زیادہ ہوا کرتے تھے۔

لہذا اسی طرح سے کسی نے جنگلات کی بوٹی بوٹی، ڈال ڈال اور پات پات نوچ ڈالی، تو کسی نے اس کی خوشحالی اور فارغ البالی کو وجہ تسمیہ قرار دیا، ڈاکٹر عبد الرقیب صاحب اکمل یزدانی کی تحریریں پیش کرتے ہیں۔

عہد قدیم میں یہ ضلع خوش حال، فارغ البال اور خود متکفیل تھا اور ضروریات زندگی کے لئے دوسروں کے پاس ہاتھ پھیلانے کی اس کو ضرورت نہ پڑتی تھی، اس بنا پر اس کو، پورن، جس کے معنی مکمل ہونے کے ہوتے ہیں، کہا کرتے تھے، اور پورن کثرت استعمال سے پورنیہ ہوگیا۔

(انسان ہفتہ وار کا پورنیہ نمبر ص:11 / بحوالہ آئینہ پورنیہ ص:18)

لہذا اب تک جتنے بھی محققین نے پورنیہ کی وجہ تسمیہ بتائی ہے، اس سے نہ تو کہیں حتمی طور پر شہر کے موسس کا نام ظاہر ہوتا ہے اور نہ اس شہر کی تاسیسی عہد پر کوئی روشنی پڑتی ہے، یہ سب کچھ بھی قیاس آرائیاں ہیں، جیسا کہ پروفیسر جناب طارق جمیلی صاحب نے ایک نظم میں پورنیہ کا ایک منظوم نقشہ کھینچا ہے، جس میں اس کے موسس کی ذات پر تھوڑی سی روشنی پڑتی ہے، جیسا کہ اس شعر سے واضح ہے۔

بسایا تجھ کو پورن نے سجایا سین نے تجھ کو
ترے ہونٹوں پہ خوشحالی، کبھی رقصاں تھی خندہ تھی

زباں پر یوں ہی آ گیا ہے، جیسا کہ اس نظم کے پہلے مصرع سے ظاہر ہے۔

بتا کس نے تجھے اس نام سے پہلے پکارا تھا
نگر کے روپ میں مجھ کو سنا، کس نے سنوارا تھا

پورنیہ شہر کی اساس

پورنیہ شہر کی بنیاد کس نے کب رکھی تھی ممکن ہو کہ اب تک جتنے بھی محققین نے جو تحقیق پیش کی ہے، ان میں بھی کچھ نہ کچھ حقائق سے قریب ہوں، کیونکہ غلام حسین سلیم نے ریاض السلاطین ص 42 پر لکھا ہے۔

’’شہر پورنیہ۔ درزمان سابق پرگنہ حویلی میگفتند‘‘
’’یعنی شہر پورنیہ کا سابقہ نام ’’پرگنہ حویلی‘‘ تھا‘‘

اس بات کی تائید عبدالقادر رامپوری صاحب کا قول کرتا ہے، جس نے پورنیہ اور تاج پور کا مشاہدہ کرنے کے بعد لکھا تھا، لکھتے ہیں۔

لوگ کہتے ہیں کہ زمانہ قدیم میں شہر تاج پور بھو پلا ہی تھا اور پورنیہ گاؤں تھا اب برعکس ہے کہ بہ نسبت پورنیہ تاجپور کوروڈیہہ ہے۔

کورودیہے شہر گہ گہ می شود   گاہ شہرے بدتر از دہ می شود

کوروڈیہہ گاہے معظم شہر ہو   اور کبھی شہر معظم کوروڈیہہ

[علم وعمل؛ وقائع عبدالقادر خانی جلد اول؛ ص108 تا110]

معلوم ہوا کہ پورنیہ پہلے ایک گاؤں تھا، پھر پرگنہ کا صدر مقام ''پرگنہ حویلی'' ہوا، بعدازیں سرکار پورنیہ کہلایا۔لہذا پرگنہ حویلی کی بنیاد کس نے رکھی، اس بابت حقیر کو اب تک کوئی روایت نہیں پہنچی، البتہ پرگنہ حویلی کا نام بدل کر جس نے ''پورنیہ'' رکھا ہے، کافی تلاش بسیار کے بعد ایک ثبوت ملا ہے، شاید کہ اہل شوق کے لئے دل کی تسکین ہو ملاحظہ کیجئے، بوستان اودھ کے مصنف راجا درگا پرساد رئیس سندیلہ کے بارہویں پشت میں رائے پورن چند نامی شخص نے ترک وطن کیا تو سیمانچل میں آ کر پناہ گزیں ہوئے، وجہ اس کی یہ تھی کہ صاحب قراں بادشاہ نصیرالدین ہمایوں نے ان کو ایک پرگنہ داری کا عہدہ عنایت کیا تھا، اس نے اس کا نام اپنے نام سے موسوم کر کے ''پورنیا،، کیا، لہذا اس شہر کی تاسس ہمایوں کے عہد افتخار میں پڑی تھی، اور یہی اس کے نام کی وجہ تسمیہ ہے لہذا اس کی آبادی روز افزوں ترقی کر کے ایک شہر کی شکل اختیار کر لی، جو اقصائے عالم میں مشہور ہوا، جیسا کہ راجا پورن چند کے نسل کے راجا درگا پرساد رئیس سندیلہ کے بیان سے ظاہر ہے۔

از دیرگاہ بزرگان این دودمان دنیا کان این خاندان بسرزمین خراسہ ضلع گونڈہ توطن داشتہ داد، کامرانی وفراغبالی می دادند وگرامی

انفاس بمشاغل دولت وامارت می گذرانیدند ہنگامہ کہ حضرت نصیرالدین محمد ہمایوں سریر آرائے جہاں بانی ووسادہ پیرای دولت وکامرانی شدند، رای پورن چند جد دوازدھم ایں نامہ نگار را بسببی ہوائے ترک وطن در مرپیچیدو باستواری ایں عزم بالجزم بابساری چشم وخدم در پرگنہ سلک آمد وقطعہ زمینی برگرفتہ رخت اقامت کشود وشارستانی کہ مانا بہارستانی بود بنام نامی واسم سامی خود اساس نہادہ موسوم بہ پورنیا فرمود۔

[بوستان اودھ ص:۱۴۸ / ۱۴۹ مطبع ثمر ہند بیجناتھ لکھنؤ
1881ء/گلستان ہند ص3 جلد چہارم مطبع کوئن پریس سندیلہ]

پورن چند کے فوت ہونے کے بعد اس کا بیٹا رائے کھیم اکبر کے زمانے میں ڈیوڑھی ہات بادشاہی بلند پایہ عہدہ داروغگی پائی، اور وفاداری کے صلہ میں اسے نو 9 من طلائی ناب اور خطاب نو مینا پانڈے بخشی۔

ملک پورنیہ:

چنانچہ یہ وہی پورنیہ ہے جو محض ایک گاؤں تھا، آگے چل کر پرگنہ کا حویلی بنا پھر '' ملک پورنیہ'' کے نام سے مشہور ہوا۔ جیسا کہ مولوی غلام حسین سلیم زید پوری ثم مالدہی نے ''ریاض السلاطین'' کے ص:47 میں اس کو ''ملک پورنیہ'' لکھا ہے۔

ازگندہ گولہ [کاڑھا گولہ] ولب گنگ تا مورنگ مقدار دہ روزہ راہ ملک وسیع پورنیہ است۔

معلوم ہوا کہ پورنیہ عہد ہمایونی کی یادگار ہے، ورنہ پورنیہ پہلے ایک گاؤں تھا، پورن چند کے بعد اکبر کے زمانے میں اس کا بیٹا رائے کھیم پورنیہ اور اس کے مضافات کا سب سے پہلا داروغہ بنا اور اپنی خدمات سے اکبر کو متاثر کیا، اکبر نے بھی اپنی وفاداری کے صلہ میں اسے نو 9 من طلائی ناب اور خطاب نو مینا پانڈے بخشی، اور حسب ذیل محالات و پرگنوں کو عطا کیا، جو سرکار پورنیہ کے نام سے مشہور ہوا، جیسا کہ اکبر کا مؤرخ ابوالفضل علامی نے آئین اکبری [انگریزی] جلد دوم ص: 136 میں لکھا ہے۔

(1) asonja (2) jairampur (3) suburbandist,of purnniyah (4) dalmalpur (5) sultan pur (6) sripur (7) sair duties from elephants (8) kathiyari (9) kadwan

انہیں مذکورہ 9 محال پر مشتمل سرکار جو ''پورنیہ سرکار'' کہلایا، اس کا مہتمم و منتظم ''رائے کھیم'' داروغہ بنا تھا، اس نے سب سے پہلی بار 1572ء میں شہنشاہ اکبر کو مالگزاری ادا کیا، جس کا ذکر شہنشاہ اکبر کے دیوان راجہ ٹوڈرمل (1500. تا 1589) نے رینٹ ریکارڈ میں کیا ہے۔

پھر پورنیہ کو انگریزوں نے 1771ء میں ضلع قرار دیا تھا، اس وقت پورنیہ ضلع میں مالدہ، اتر دیناج پور اور مونگیر کے کچھ علاقے شامل تھے، پھر وقت گزرتا گیا اور اس کے حصے ٹکڑوں میں بٹتے گئے، انگریزی حکومت سے قبل پورنیہ میں فوجداری حکومت قائم تھی، جس کا آغاز شہنشاہ اکبر کے زمانے میں ہوا تھا، جس کا سلسلہ

انگریزوں نے سن مذکور میں منسوخ کر دیا تھا۔

پورنیہ میں مسلمانوں کی آمد

اگر چہ مملکت بنگالہ میں مسلمانوں کی آمد و رفت زمانہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے شروع ہوگئی تھی، جیسا کہ بعض شہادتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں زنجبیل پیش کرنے والے بنگال ہی کے کوئی راجا تھے، لیکن مامون کے عہد میں بقاعدہ مسلمانوں کی آمد کا پتہ چلتا ہے، اور شیخ برادری اسی زمانے کی یادگار ہیں، اس کی تفصیل فقیر کا مضمون ''سیمانچل میں اسلام کے اولیں نقوش'' [مطبوعہ سالنامہ انکشاف سیمانچل] میں ملاحظہ کیجئے۔

لیکن بارہویں صدی میں جب اختیار الدین محمد بختیار خلجی بنگال پر حملہ آور ہوئے تو اس کے ساتھ ہی یہاں باقاعدہ طور پر مسلمانوں کی حکومت قائم ہوئی تھی، اس نے دیوکوٹ کے ساتھ بارسوئی کو بھی فتح کیا تھا، لہذا اس وقت بارسوئی میں ایک راجا کی حکومت ہوا کرتی تھی، اس راجا کے نام سے تاریخ کا دامن اگر چہ خالی ہے، مگر جیسا کہ محمد قاسم فرشتہ کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ اس راجا کا پایہ تخت بارسوئی میں تھا اور بختیار بارسوئی میں آیا تھا اور یہاں کے راجا کو شکست دیکر اس نے اس سرزمین پر قابض و متصرف ہوئے تھے، محمد قاسم فرشتہ نے اپنی شہرۂ آفاق کتاب ''تاریخ فرشتہ'' جلد 4 ص 628 میں لکھتا ہے۔

بختیار لکھنؤتی کے ساتھ ساتھ بنگالہ کے بہت سے پرگنوں پر بھی قبضہ کر لیا اسکے علاوہ جاج نگر بہار، دیوکوٹ اور بارسوئی میں اپنے

نام کا خطبہ وسکہ جاری کیا۔

مولانا ابوظفر ندوی نے بھی اپنے ایک مضمون بنام ''فاتح بہار و بنگالہ محمد بن بختیار خلجی''، مطبوعہ ماہنامہ ندیم گیا بہار نمبر 1940ء کے صفحہ 40 میں فرشتہ کے اس بیان میں بارسوئی کے اس نام کو بحال رکھا، لہذا اس میں کچھ بھی شک نہیں کہ فرشتہ نے ''بارسوئی'' کا ذکر کیا ہے، یہ صرف اردو تراجم کی بات نہیں ہے اور نہ ہی مورخین کی فرشتہ کی کورانا تقلید ہے، بلکہ فارسی اور قلمی نسخوں میں بھی یہی نام مذکور ہے۔

معلوم ہوا کہ پورنیہ کی فوجداری سے قبل ملک پورنیہ کی سیاسی تاجداری کا پایہ تخت بارسوئی میں تھا، بارسوئی کے بعد تاج پور بعدہ پورنیہ شہر کی اساس کے بعد مرکزی حیثیت اسے حاصل ہوئی۔

بائسی تاریخ کے جھروکے سے:

بائسی پورنیہ ضلع کا ایک مشہور ومعروف قصبہ ہے، فوجداری اور انگریزی عہد میں اس جگہ کو خرید وفروخت کے لئے مرکزی حیثیت حاصل تھی اور دلال گنج سب ڈویژن کے ماتحت تھا، جس کا ذکر مونٹ گمری مارٹن نے ''ایسٹرن انڈیا''[جلد 3/ کے صفحہ 706] میں کیا ہے۔

لیکن جمہوری عہد میں اسے خود سب ڈویژن کی حیثیت حاصل ہوگئی، اب اس کے ماتحت تقریباً 106 بستیاں ہیں اور ایک پولیس اسٹیشن ہے، اس کی بنیاد کب پڑی، معلوم نہیں ہوسکا مگر 1940ء میں لکھی گئی ایک ہندی کتاب بنام ''بہار کے درشنیہ استھان'' کے صفحہ 133 میں بائسی سے متعلق صرف یہ چند جملہ مرقوم ہے۔:

بائسی۔ یہاں تھانے کا صدر آفس ہے۔

بائسی مدینۃ العلماء:

یہ پورنیہ کی سرزمین ہے، اس کی ایک تحصیل کا نام بائسی ہے، اسی پر بہار مشک بار خطہ کے تعلق سے ایک ولی کامل کی زبان میں ''مدینۃ العلم'' کیا جاری ہوا، اسے پستی وپست خیالی سے بیر ہوگئی، کلی کلی کھل گئی، گلی گلی مہک گئی، شہرت کی بلندی مل گئی، دور دور تک خوشبو پھیل گئی، یہ کہیئے کہ اسے عالمی شہرت مل گئی۔

آئینہ تاراباڑی

بائسی تحصیل کی ایک بستی کا نام ''تارا باڑی'' ہے، جو زہرہ سیارے کی طرح چمک رہا ہے، دمک رہا ہے، یہاں سے چند ایسی ہستیاں اٹھیں، جن کے علم وعمل کا چرچہ دور دور تک پہنچا، ان کے فیضان کا دریا، دریائے کنکئی کی روانی اور موجوں کی طغیانی کی طرح بہہ رہا ہے، کنکئی کا دھار تو صرف ایک ہی رخ پر بہا جاتا ہے، مگر ان باکمال خدارسیدہ بزرگوں کے فیضان کا رخ اپنے مستقر سے ہر چہار جانب رواں دواں ہے۔ علامہ صوفی شاہ تفضّل حسین رشیدی، تاج العلما علامہ شاہ تاج الدین رشیدی، شیخ الاسلام علامہ غلام یاسین رشیدی، صوفی باصفا علامہ مفتی شاہ عبدالقادر رشیدی معروف بہ شاہ صاحب، انہیں میں سے ایک ابوالمحاسن حضرت مفتی محمد شریف شاہدی رشیدی نوری بھی ہیں، جن کے احوال زندگی وکوائف بندگی پر مشتمل کتاب ھذا ہے۔ یہ وہ برگزیدہ اور منتخب ہستیاں ہیں جو نہ صرف تارباڑی کے آئینے ہیں، چمکتے تارے اور سیارے ہیں بلکہ یہ وہ شخصیات ہیں، جن کی شعاع زندگی سے پورنیہ اور اس کے اطراف میں روشنی ہی روشنی ہے، یہ لوگ ملک ہند کی شان ہیں۔

خاندانی پس منظر

خاندانی وجاہت

آج کے دور میں عالم دین خوش حال مالدار گھرانے کا ہونا چاہئے، کیونکہ ان کے درمیان دینی تعلیم کے حاصل کرنے کا مقصد کم از کم دنیا کمانے کے لئے تو نہیں ہوگا، مگر ہوتا کیا ہے۔؟ بجائے اس کے مسلمانوں کا غریب طبقہ دینی تعلیم کی جانب راغب ہے اور امراء اسکول و کالجز کی جانب، لیکن حیرت اس پر ہے کہ جس طرح جو لوگ نہیں جانتے کہ تصوف کیا ہے، پھر بھی صوفی بنے پھرتے ہیں، اسی طرح دین کا معاملہ ہے کہ جو خود دین بیزار ہے اور اپنے بچوں تک کو دینی تعلیم دلانا پسند نہیں کرتے، محض مالداری کی بنیاد پر انہیں مسجد اور مدرسوں کا صدر، متولی اور کمیٹی کا رکن بنادیا جاتا ہے، اس کا ایک فائدہ اگرچہ یہ ہے کہ امراء کم از کم دین سے جڑے رہتے ہیں، لیکن نقصان بھی ہے کہ ائمہ مساجد اور علمائے مدارس کی معاشی باگڈور بھی انہیں کے ہاتھوں میں ہوتے ہیں، اور بعضوں کا ان پر ظلم وستم بھی ہوتا ہے، اسی لئے بعض علماء محض معاشی حالات سے مجبور ہوکر ان کے ہاتھوں میں کاٹھ کا الو بنے ہوئے ہوتے ہیں، دین کو ان کی چاپلوسی میں قربان کردیتے ہیں، اگر مالدار طبقہ میں علماء پیدا ہوتے تو یقین جانئے، ائمہ مساجد اور علمائے مدارس پر ظلم وستم کی داستان طویل نہ ہوتی۔

چنانچہ ملک کی آزادی سے قبل اور مابعد تک لوگوں کا نظریہ اور نکتہ نظر یہی تھا کہ دین کی تعلیم حاصل کی جائے، اسے معاش کا ذریعہ نہ بنایا جائے، اسی لئے خدا شناس علماء پیدا ہوتے تھے، ان کے اندر علم حاصل کرنے کا شوق تھا اور عام کرنے

کا جذبہ بیکراں بھی ہوتا تھا، مگر اب زیادہ سے زیادہ ملازمت ہوتی ہے اور خدمات کم۔

حضرت مولانا مفتی محمد شریف رشیدی رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق زمیندار خاندان سے تھا، جائداد کافی تھی، علاقے میں جاہ وحشمت کے حامل سمجھے جاتے تھے، آپ کے والد ماجد منشی شیخ محمد کریم بخش تھے، دادا حضور بھی منشی شیخ محمد پیر بخش تھے، منشی شیخ محمد کریم بخش کی دو شادیاں ہوئی تھیں، پہلی بیوی سے پانچ بیٹے پیدا ہوئے۔ تین بیٹی جن کے نام حسب ذیل ہیں۔

(1) شیخ محمد ایوب صاحب (2) مولانا محمد شریف رشیدی (3) شیخ محمد ظفر صاحب
(4) شیخ محمد وارث صاحب (5) شیخ محمد فاروق صاحب۔

تین صاحبزادیاں ہوئیں

(1) آمنہ۔ (2) میمونہ۔ (3) ساحلہ بانو

دوسری بیوی سے دو بیٹے تھے۔

(6) منشی شیخ محمد قمر الہدی صاحب (7) شیخ محمد تجمل حسین صاحب

ایک بیٹی [ا] کثیراً۔

یعنی منشی شیخ محمد کریم بخش کے کل سات بیٹے تھے، حضرت شریف ملت علیہ الرحمہ پہلی بیوی کے دوسرے صاحبزادے تھے۔

غرض خاندان بڑا ہونے کے باوجود مالی ومعاشی حالت اچھی تھی، اگر تعلیم نہ بھی حاصل کرتے تو بھی رئیسانہ زندگی بسر کر سکتے تھے، لیکن خاندان کا یہ طرہ امتیاز رہا ہے کہ ہر فرد تھوڑا بہت دینی ودنیوی تعلیم یافتہ ضرور تھے۔

❑❑❑

گوشہائے حیات شریفی

ابوالمحاسن حضرت مفتی محمد شریف شاہدی رشیدی علیہ الرحمۃ

ایک تعارف

جولوگ دنیا میں جیتے ہیں اجالوں کی طرح
لوگ انہیں یادرکھتے ہیں مثالوں کی طرح

بائسی کو"مدینۃ العلم" کا شرف دلانے والوں میں ایک نام مخزن علوم عقلیہ ونقلیہ، شارح کتب درسیہ ،محافظ سنیت،مناظر اہل سنت،جامع شریعت لامع طریقت،صاحب کشف وکرامت، بقیۃ السلف ، حجۃ الخلف ، نافع الخلق حضرت علامہ مولانا مفتی محمد شریف الحق شاہدی رشیدی علیمی نوری ملقب بہ "شریف ملت" علیہ الرحمۃ والرضوان کا بھی ہے۔

آپ اپنے وقت کے بہترین عالم دین ، مدرس ،مناظر، مقرر تھے،انسان اپنے وطن سے دور اپنی عزت ووقعت بنانے میں تو کامیاب ہوجاتا ہے،لیکن اپنے وطن میں عزت ملنا ایک قسمت کی بات ہے،ورنہ مثل مشہور ہے"گھر کی مرغی دال برابر"، مگرآپ ان میں سے تھے،جن کی عزت وطن میں بھی ہورہی تھی،چونکہ آپ نے ساری عمر وطن ہی میں اہل وطن کی خدمات کرتے ہوئے گزاردی، باہر جھانک کر بھی نہیں دیکھا،آج تارا باڑی اورآس پاس کی بستیوں کے علماء کی اکثریت بالواسطہ اور بلا واسطہ آپ ہی کے شاگردوں کی فہرست میں آتی ہے،آپ کی یہی وہ خدمت

ہے جوآب زر سے لکھے جانے کے قابل ہے،جس کی بدولت آج بائسی کا علاقہ"مدینۃ العلم" بنا ہوا ہے۔

یہاں سے جو کچھ بھی حکایات بیان ہونگی ، وہ محض صدائے بازگشت نہیں ہیں، بلکہ سیمانچل کی تاریخ کا ایک روشن باب ہے،صدائے برنخواست نہیں ہے، بلکہ حقائق سے لبریز ایک ایسے عالی قدر بزرگ کی داستان حیات ہے، جوانقلابی حیثیت کا حامل تھا، تدریس کے ذریعہ خزف کو صدف بنا گئے،علم وعمل کے حامل بنا گئے، جسے دنیا سے گزرے ہوئے 44 / برس گزرنے کو ہے۔

آپ کی حیات وخدمات پر کام تو بہت پہلے ہی مکمل کردینا چاہئے تھا،مگر کام نہ ہونے کی کئی وجوہ ہیں، جسے بیان کرنا سوائے تضیع اوقات کے سوا کچھ بھی فائدہ نہیں ہے،البتہ یہ عرض کئے دیتے ہیں کہ اس کی سب سے بڑی وجہ جماعت اہل سنت کے درمیان اہل قلم کی قلت تھی اور دوسری وجہ حضرت شریف ملت کی کوئی نرینہ اولاد نہ تھی، جوآگے بڑھ کر نقوش کف پا کو محفوظ کر لیتی ،نواسوں کا دور آیا اوران کی انکھیں کھلیں تو بہت دیر ہوچکی تھی۔

کہا تو یہ جاتا ہے کہ آپ بہت کچھ تھے،مگر المیہ یہ ہے کہ ان کی زندگی کی ساری محنت پر کسی نے پانی پھیر دیا، یا کنکئی کی آفت طوفان نوح بن کرآئی اور سب کچھ بہالے گیا۔اب صرف ایک عالم ربانی اور ولی کامل کے طور پر لوگوں کی زبان وبیان میں حکایت وکرامات جاری رہنے کے علاوہ سب کچھ تلف ہوگیا ہے، یا دریا برد ہوگیا ہے،لیکن آپ کو بلا واسطہ دیکھنے والی آنکھیں آج بھی اس عالم رنگ وروغن میں روشن ہیں،فیض یافتہ شاگردوں کی ایک جماعت بقید حیات ہیں جن کی ایثار بھری

نظروں اورعقیدت سے لبریز قلوب ان کی زندگی کے گوشہ گوشہ روشن کرنے کو تیار ہیں اور یہیں سے سیپیوں کے بیچ موتیاں تلاش کرکے آپ کے خوان نگاہ ذوق کی نذر کیا جاتا ہے۔

تاریخ ولادت:

جب تک تاریخ پیدائش پر روشنی نہ ڈالی جائے قطعی طور پر وقت اور زمانہ کا تعین نہیں کیا جاسکتا ہے،لہذا تاریخی قرائن اور صداقتوں کی بنیاد پر آپ کی ولادت گہوارۂ علم وادب تارا باڑی منشی ٹولہ میں حضرت منشی شیخ محمد کریم بخش کے گھر پر غالباً 1333ھ بمطابق 1915ء میں ہوئی تھی۔

القابات واعجزازات:

آپ کی دینی وملی اور تدریسی خدمات کو دیکھ کر شہزادۂ اعلی حضرت آل رحمن حضرت مولانا الشاہ محمد مصطفی رضا خان نوری معروف بہ حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ نے ''شریف ملت'' کا لقب عطا فرمایا۔حضور مفتی اعظم ہند کے فیضان نظر سے شریف ملت کے اندر ایسا کمال پیدا ہوا کہ وہ روحانی عملیات وتعویذات کے ذریعے عوام الناس کی پریشانیاں دور کردیا کرتے تھے اسی وجہ سے خلق خدا نے آپ کے لئے ''نافع الخلق''، ''ولی کامل'' کا لقب استعمال کیا۔

خلق خدا کو نقارۂ خدا کہیئے

نام ونسب:

محمد شریف الحق رشیدی بن منشی شیخ محمد کریم بخش بن منشی شیخ محمد پیر بخش۔ خاندانی طور پر شیخ صدیقی کہلاتے ہیں۔

حلیہ مبارک:

قدوقامت درمیانہ،خوبصورت چہرہ،رنگ گورا،پتلی پتلی پنکھڑیلی لب،گھنی وابیض داڑھی،گھنگھریالے زلف،سفید پوش،سادہ مزاج،نفاست سے لبریز،چوڑی چمکدار پیشانی،نیک بختی کی نشانی،چہرہ دیکھیئے تو دیکھتے ہی رہ جایئے،پرکشش دلکش چہرہ نظر ہٹانے کو دل گوارہ نہ کرے۔

تعلیم وتربیت:

حرف حکایت یہ ہے کہ والد بزرگوار اور دادا حضور نام کے منشی نہ تھے،اس زمانے کا منشی آج کے دور میں علامہ کہلاتے ہیں، بلکہ علم وعمل سے لیس گھرانہ تھا، خاندانی وجاہت مسلم تھی،مولانا محمد شریف شاہدی رشیدی علیمی نوری دینی وعلمی ماحول کے پروردہ و پرداختہ تھے، ابتدائی تعلیم وتربیت آپ نے تارا باڑی کے منشی ٹولہ میں اپنے گھر پر والد بزرگوار اور دادا حضور منشی شیخ محمد پیر بخش سے حاصل کی،آثار بتاتے ہیں کہ تارا باڑی میں ولی کامل حضرت مولانا شاہ تفضّل حسین رشیدی علیمی نوراللہ مرقدہ نے ''جامعہ صوفیہ غوثیہ'' کے نام سے صباحی مکتب چلارہے تھے،ان کا فیضان بستی میں خوب پھیل رہا تھا،چھوٹے بڑے سبھی لذت علم سے شادکام ہورہے تھے،اس درسگاہ میں بھی آپ طالب علم رہ چکے ہیں۔

چھ سال کی عمر میں قرآن کریم ناظرہ پڑھ لی، اس عمر میں قرآن کریم ناظرہ پڑھ کر فارغ ہونا، اس بات کا غماز ہے کہ بچہ غیر معمولی ذہانت وفطانت کا حامل ہے، بعدہ زمانے کے دستور کے مطابق فارسی کی تعلیم لینے لگے، اس زمانے میں اگرچہ دفتری زبان فارسی مروج نہ تھی، مگر فارسی کا اثر ابھی ختم نہیں ہوا تھا، زمین داروں کی ڈیوڑھیوں میں اس کے بعد مدرسوں میں اس زبان کا چلن عام تھا، سن 2010ء کے بعد اسے مدرسہ بدر کیا گیا ہے۔ لیکن اس سے قبل دیوان حافظ، اخلاق محسنی، سکندر نامہ، انوار سہیلی، یوسف زلیخا از جامی وغیرہ کتب لازمی پڑھائی جاتی تھیں۔

قرآن کریم ناظرہ پڑھنے کے بعد مذکورۃ الصدر کتب آپ نے اپنے والد اور دادا بزرگوار سے تقریباً چار سال کی مدت میں پڑھ لیں، ہونہار بچہ تھا، عقل وفطانت کا پتلا تھا، ایک دس برس کا بچہ فارسی زبان وادب کے پیچ وخم میں مبتلائے آلام نہیں ہوئے، اس کے زلف برہم کو سنوارنے میں کامیاب رہے۔

باپ کا بڑا بیٹا ہونے کے باوجود منجھلے بیٹے کو غیر معمولی ذہانت کا حامل دیکھ کر والدین کریمین کے دلوں میں دبے لچے جذبہ نے انگڑائی لی اور خواہش شرار جستہ کی طرح اڑنے لگی، چنگاری سے انگارا اور انگارا سے شعلہ پھر جوالہ ہو گیا، کباب آہو، دل کا کباب بن گیا اور اسی لطیف جذبہ واحساس کی لذت سے سرشار ہو کر محمد شریف کو عالم دین بنانے کے لئے اپنے سے جدا کر دیا اور عربی مدرسہ میں داخل کرا دیا۔

منشی فضل الرحمن قادری [جو حضرت شریف ملت علیہ الرحمہ کے داماد اور مولانا رحمت حسین شریفی کے والد بزرگوار ہیں] کا بیان ہے کہ آپ نے کل اٹھارہ برس تک عربی یعنی دینی تعلیم حاصل کی، جس میں سے چھ سال علاقائی مدرسوں میں

پڑھا اور بارہ برس بریلی شریف منظر اسلام میں رہ کر سند و دستار سے نوازے گئے۔ اور تیس سال کی عمر میں رسم کتخدائی ادا کی۔

مدرسہ لطیفیہ رحمن پور میں داخلہ:

آپ اپنے جد الکریم سے فارسی کی چند کتب پڑھ کر فارغ ہو گئے، علاقائی مدرسوں کی بات کریں تو پورنیہ کی سرزمین پر مولانا شاہ حفیظ الدین لطیفی علیہ الرحمہ وہ پہلے شخص گزرے ہیں، جس نے سب سے پہلے الٰہی بخش مرحوم کی ڈیوڑھی پر پہلا مدرسہ ''اسافت رحمت'' کے نام سے کھولا تھا اور چھ مہینہ اس کی نگرانی اور چلانے کے طریقے بتلا کر رحمن پور شریف میں آگئے تھے، جہاں پر 1324ھ مطابق 1906ء کو خانقاہ تکیہ کے ساتھ ایک مدرسہ ''لطیفیہ'' بھی قائم فرمایا تھا، جو بڑے دھوم دھام سے چل رہا تھا، حضرت شریف ملت علیہ الرحمہ حضرت لطیفی علیہ الرحمہ کے قائم کردہ ادارہ خانقاہ لطیفیہ تکیہ رحمن پور شریف میں داخل ہو گئے، کیونکہ راویان بااخلاص واختصاص کے مطابق علاقائی مدرسوں میں سے ایک مدرسہ لطیفی نامی بھی تھا، جس میں آپ نے تعلیم پائی تھی۔

دار الخیر اجمیر شریف کا علمی سفر:

مدرسہ لطیفیہ رحمن پور کٹیہار سے نکل کر آپ نے دار الخیر اجمیر شریف کی راہ لی، جہاں پر دار العلوم معینیہ عثمانیہ قائم تھا، جو نواب حیدر آباد کی سرپرستی میں چل رہا تھا، جہاں پر حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ گوہر علم وفن لٹا رہے تھے، اس وقت دار الخیر اجمیر شریف مرکز عقیدت تو تھا ہی اب مرکز علم بھی بن گیا تھا، یہاں پر تارا باڑی

کے دوجید عالم دین مولانا غلام یاسین رشیدی اور مولانا شاہ عبدالقادر رشیدی معروف بہ شاہ صاحب حضرت صدرالشریعہ علیہ الرحمہ کی خدمت میں پہلے سے زیر تعلیم تھے، آپ بھی اسی قافلہ میں شامل ہوگئے، دونوں بزرگان سینئر تھے جب کہ آپ جونیر تھے،اس جونیئر اور سینئر کے درمیان کس قدر بعد وتفاوت تھا،تحقیق طلب ہے۔

مرکز عقیدت بریلی شریف میں:

حضرت صدرالشریعہ علیہ الرحمہ دارالخیر اجمیر شریف سے مرکز عقیدت شہر بریلی میں 1351ھ/مطابق 1932ء میں تشریف لائے،تو اس قافلہ کا ایک ننھا سپاہی حضرت شریف ملت بھی تھے۔اور تین سال تک حضرت صدرالشریعہ علیہ الرحمہ نے بریلی شریف میں علوم وفنون کے دریا بہائے۔[ماہنامہ اشرفیہ صدرالشریعہ نمبر ص:198 اکتوبر نومبر 1995ئ] اس طرح آپ کو حضرت صدرالشریعہ علیہ الرحمہ کی شاگردی کا شرف ملا،انہیں دنوں حضور محدث اعظم پاکستان بھی منظر اسلام ہی میں فراغت کے بعد درس وتدریس کی خدمت پر مامور ہوگئے تھے،ان سے بھی شریف ملت نے اسباق پڑھے۔

بقول راوی حضرت شریف ملت بریلی شریف میں بارہ برس کا عرصہ حصول علم کے لئے گزار دیا،جس کا اظہار حضرت شریف ملت نے اپنے داماد منشی فضل الرحمن کے سامنے بارہا کیا تھا،اس زبانی روایت کی تطبیق کے لئے خوش قسمتی سے ہمارے پاس آپ کی چند خودنوشت تحریریں دستیاب ہوئی ہیں جو کہ قطعی طور پر آپ کے دور طالب علمی کی ہیں،جس طرح کے آج بھی طالب علم حضرات اپنی کتابوں کی شناخت کے لئے کسی بھی خالی مقام پر اپنا نام لکھ دیتے ہیں،آپ نے بھی چند کتابوں

میں ایسی تحریریں مرقوم فرمائی تھیں۔ جوکہ آج ان کی وفات کے 45 سال بعد کام آرہی ہے،ان تحریروں کا روایات اور حالات سے مطابقت کرنے پر معلوم ہوتا ہے کہ جب آپ بریلی شریف تشریف لے گئے تھے تو اس وقت آپ کی عمر تقریباً بارہ تیرہ سال کی تھی،اور سن تاریخ 1349ھ مطابق 1931ء تھی،ظاہر ہے کہ منظر اسلام ہی میں داخلہ لیا تھا،اس سن وسال کی تاریخ کا پتہ تو نہیں ملا بلکہ اس کے بعد رجب میں اپنے گھر پر ہونا معلوم ہوتا ہے جیسا کہ ایک کتاب کے حاشیہ میں مرقوم ہے،ملاحظہ کیجئے۔

ہوالکافی

کتب فقه غلام محمد شریف شاهدی غفرله الکریم
لوالدیه جنبه واقرانه متوطناً منشی ٹوله تاراباڑی ضلع
پورنیه صوبه بهار شریف رجب1350ھ

لہٰذا منظر اسلام میں داخل ہوئے اور چھ 6/ سال یعنی 1355ھ تک مسلسل اخذ علوم کرتے رہے،ان ہی دنوں کی ایک تحریر پیش خدمت ہے۔

المستحق آثم غلام محمد شریف شاهدی رشیدی علیمی
متعلم مدرسه منظر اسلام اهل سنت والجماعت آستانه
رضویه قدسیه محله سوداگران شهر بانس بریلی شریف
مورخه یکم شوال المکرم1353ھ

اسی زمانے کی دوسری تحریر بھی ملاحظہ فرمالیجئے۔

مملوکه ومقبوضه هذالکتاب بنده المسکین خادم

الاولیا آثم محمد شریف شاھدی رشیدی علیمی عفی
عنہ مدرسہ اھل سنت والجماعت دار العلوم منظر اسلام
محلہ سوداگران کمرہ نمبر 2

لیکن اس تحریر میں سن وسال مندرج نہیں ہے،مگر جس کتاب کے پٹھے پر مرقوم ہے،وہ ایک عربی اور فارسی لغت کی کتاب ہے،اس کا نام ''صراح مع اضافہ قراح'' ہے۔اس سے اتنا تو پتہ چل ہی گیا کہ ایسی لغت کی ضرورت ایک طالب علم کو کب پڑتی ہے،معلوم ہوا کہ یہ تحریر اس وقت کی ہے جب آپ منظر اسلام میں متوسط جماعت کے طالب علم رہے ہوں گے۔

دار العلوم جامع رضویہ میں داخلہ:

منظر اسلام میں 1355ھ تک رہے پھر یہاں سے اسی کی ایک شاخ شہر بریلی شریف ہی میں '' دار العلوم جامع رضویہ'' کے نام سے قائم ہوئی تھی،آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ منظر اسلام محلہ سوداگران سے شہر کہنہ جامع رضویہ میں درمیان سال منتقل ہوئے تھے۔کیوں بخاری شریف میں بھی ایک ورق میں اسی طرح کی تحریر لکھی ہوئی ملی،جو کہ راقم مولف کتاب ھذا کے پاس بھی فوٹو کاپی میں محفوظ ہے،اس میں دو پتہ مذکور ہے،ملاحظہ کر لیجئے۔

بعونہ تعالی

مملوکہ ومقبوضہ ھذالکتاب بندہ المسکین خادم
الاولیا آثم محمد شریف شاھدی رشیدی علیمی عفی
عنہ مدرسہ اھل سنت والجماعت دار العلوم منظر اسلام

محلہ سوداگران کمرہ نمبر 2

لیکن اس تحریر میں سن وسال مندرج نہیں ہے، بلکہ اس کے نیچے ایک اور ٹھکانے کا نام لکھا ہوا ہے اور اس کے اوپر کچھ مندرج ہے چند جملوں کے سوا کچھ پڑھا نہیں جاتا،لیکن جتنا پڑھا جاتا ہے اس سے سمجھ سکتے ہیں کہ دار العلوم منظر اسلام محلہ سوداگران کے کمرہ نمبر دو سے درمیان سال دوسری جگہ منتقل ہو گئے تھے،لکھا ہے۔

بیچ میں احقر۔۔۔[پڑھا نہیں جاتا]مدرسۃ العلوم جامع رضویہ
واقع مرزائی مسجد محلہ گھیر جعفر خان شہر کہنہ بریلی شریف 12۔

اسی طرح نفحۃ الیمین کتاب کے ایک صفحہ پر تحریر فرمایا ہے۔

مملوکہ ومقبوضہ ھذ الکتاب مستطاب احقر الناس آثم محمد شریف
شاہدی رشیدی علمی بہاری پورنوی تاراباڑوی بریلوی مدرسہ
دار العلوم جامع رضویہ شاخ مدرسہ منظر اسلام اہل سنت والجماعت
محلہ سوداگران آستانہ قدسیہ رضویہ حجرہ نمبر 2

یہیں پر کتاب ''نفحۃ الیمن'' کے اسباق کی رسم افتتاح ہوئی تھی جس کی تاریخ بھی مندرج فرمائی ہے۔

شروع کتاب نفحۃ الیمن مورخہ 17 /شوال الکرم بروز دوشنبہ 1356ھ
یہیں پر کسی بابت دعوت کا انتظام بھی کیا تھا، لکھتے ہیں
[ھوالرشید المعین]
دعوت کنندہ غلام آثم محمد شریف شاہدی رشیدی عفی عنہ مدرسہ جامع

رضویہ شہر کہنہ بریلی شریف مورخہ 17 ربیع الاول شریف 1357ھ

جامع رضویہ شہر کہنہ کی مرزائی مسجد میں جاری تھا، یہاں پر شیخ الاسلام مولانا غلام یاسین رشیدی صدر تھے اور مولانا قاضی شمس الدین جون پوری [مصنف قانون شریعت] نائب صدر تھے۔ جیسا کہ مولانا ڈاکٹر غلام جابر شمس مصباحی نے لکھا ہے۔

> مرزائی مسجد میں جامعہ رضویہ جاری تھا، آپ [شاہ غلام یاسین رشیدی] اس کے صدر تھے اور حضرت مولانا قاضی شمس الدین نائب صدر المدرسین تھے۔ [کاملان پورنیہ جلد اول ص308]

شریف ملت یہاں پر تقریباً دو سال رہے، مگر روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ان حضرات کے بعد آپ نے اس میں داخلہ لیا تھا۔

مظہر اسلام میں داخلہ:

بریلی شریف میں آئے تھے تو سب سے پہلے منظر اسلام میں طویل مدت تک رہے، پھر جامع رضویہ شہر کہنہ میں دو سال گزار کر دار العلوم مظہر اسلام مسجد بی بی جی بہاری پور میں آگئے۔

اس دار العلوم کا قیام 1356ھ مطابق 1937ء میں شہزادۂ اعلی حضرت مولانا الشاہ محمد مصطفی رضا خان نوری معروف بہ حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ کے ہاتھوں عمل میں آیا تھا تو چند بڑے بڑے اساتذہ جو منظر اسلام میں پڑھاتے تھے، بالخصوص علامہ سردار احمد رضوی محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ مظہر اسلام میں منتقل ہوگئے، جیسا کہ وکی پیڈیا میں مرقوم ہے۔

> 1932ء میں دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف میں حضرت صدر الشریعہ کی سرپرستی میں مدرس کے فرائض سرانجام دینے لگے۔ اور 1935ء میں حضرت صدر الشریعہ کے دار العلوم حافظیہ سعیدیہ دادوں تشریف لے جانے پر دار العلوم منظر اسلام کے صدر المدرسین کے عہدہ جلیلہ پر فائز ہوئے۔ 1937ء میں دار العلوم مظہر اسلام مسجد بی بی جی بریلی شریف میں قائم ہوا جس کی سرپرستی حضرت مفتی اعظم ہند نے قبول فرمائی۔ حضرت محدث اعظم نے تقسیم ہند تک اس دار العلوم میں شیخ الحدیث کے فرائض سرانجام دیے۔

چنانچہ شریف ملت بھی جو منظر اسلام کی شاخ جامعہ رضویہ میں تھے، کتابوں کا پشتارا اٹھا کر مظہر اسلام میں آگئے، یہاں پر چار برس تک چوٹی کے علماء سے اخذ علوم کیا، اس وقت کی ایک تحریر بھی دستیاب ہوئی، جسے آپ نے ایک کتاب کریم الغات میں مع سن و سال تحریر فرمایا ہے۔

> بمتعلقہ خاکسار آثم محمد شریف شاہدی رشیدی علیمی بہاری پورنوی تاراباڑوی مدرسہ رضویہ مظہر اسلام اہل سنت والجماعت مسجد بی بی جی مرحومہ شہر بریلی شریف 1358 ھجریۃ النبویہ

اسی طرح کی ایک اور تحریر ''مایۃ مسائل'' کے اندرون پٹھے پر اپنی کتاب کی شناخت کے لئے عربی میں چند کلمات لکھے تھے، ملاحظہ کیجئے۔

کتبہ ابو المحاسن آثم محمد شریف شاہدی رشیدی

علیمی عفااللہ عنہ بھاری فورنوی،متعلم مدرسہ اھل سنت والجماعت مسمیٰ بہ مظہر اسلام مسجد بی بی جی صاحبہ،واقع فی بلدۃ البریلی شریف مورخہ 21 جمادی الثانی 1360ھجریۃ النبویہ۔۔

معلوم نہیں ہوسکا کہ ’’مایۃ مسائل‘‘ درسی کتاب ہے یا خارجی مطالعہ کی،لیکن تحریر کی دلکشی اور خوبصورتی کو دیکھ کر ہرگز معلوم نہیں ہوتا ہے کہ یہ کسی ابتدائی اور متوسط درجہ کے طالب علم کی تحریر ہے، بلکہ کسی منتہی طالب علم کی جانب مشیر ہے۔

اور یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ اسی سال مفسر قرآن صدرالآفاضل علامہ سید نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ مظہراسلام میں تشریف لائے تھے اور طلباء کا امتحان لیا تھا دارالعلوم مظہر اسلام کے تعارف میں حضور مفتی اعظم کو پہلی مرتبہ ’’مفتی اعظم ہند‘‘ آپ ہی نے تحریر فرمائی تھی۔[سوانح مفتی محمد جہانگیر رضوی اعظمی:از امانت رسول پیلی بھیتی] یہاں سے معلوم ہوا کہ حضرت صدرالآفاضل علیہ الرحمہ حضرت شریف ملت کے امتحانی استاد تھے۔

دارالاقامۃ میں قیام:

آپ خانقاہ لطیفیہ سے لے کر بریلی شریف تک جہاں بھی رہے، مدرسے کی ٹوٹی چٹائی پر ہی بستر استراحت کو سجایا اور سنوارہ۔ بریلی شریف میں تشریف لائے، ظاہر ہے کہ اس وقت منظر اسلام میں داخل ہوئے تھے، یہاں پر جیسا کہ تعلیم وتعلم کا انتظام تو ہوتا ہے مگر قیام وطعام کا انتظام بہت محدود طور پر ہوتا تھا،لیکن آپ کی دستی تحریروں کی روشنی میں معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے دارالعلوم کے دارالاقامہ میں رہ کر

ہی تعلیم حاصل کی تھی اور کمرہ نمبر دو میں اقامت گزیں تھے۔ دارالاقامہ سے ہٹ کر عام طلباء کی طرح کسی مسجد میں موذنی وامامت کر کے وقت گزاری نہیں فرمائی ،ظاہر ہے کہ دارالاقامہ میں رہ کر جس طرح محنت کی جاتی ہے وہ کسی مسجد کے حجرے میں تنہا نہیں ہوسکتی ہے۔

فراغت کا سال:

پہلے بارہ چودہ سال پڑھ کر منشی بنتے تھے،اب سات آٹھ سال میں فاضل اجل بن جاتے ہیں،حضرت کی تعلیمی زندگی پر ایک اچٹتی ہوئی نظر ڈالی جائے تو آپ نے صرف بریلی شریف میں بارہ سال حصول علم میں گزارے،ایک سال اجمیر میں اور پانچ چھ سال وطن میں اس طرح اٹھارہ سال تک علم حاصل کیا،منظر اسلام پھر اس کی شاخ کے بعد مظہر اسلام میں محدث اعظم پاکستان سے فیوض وبرکات سے مستفیض ہوئے،اور سن 1361 مطابق 1941ء میں دستار فضیلت سے نوازے گئے۔

سن فراغت پر ایک تحقیقی نظر:

فراغت کا سال 1361 مطابق 1941ء اس لئے طے کیا گیا کہ ایک کتاب میں سابقہ روایت کی طرح ایک تحریر مذکورہ سن کی بھی چھوڑی ہے، جو کسی دعوت نامہ کے آخر میں لکھا جاتا ہے۔فرماتے ہیں۔

المدعو آثم محمد شریف شاہدی رشیدی پورنوی مدرسہ مظہر اسلام اہل سنت
وجماعت شہر بانس بریلی شریف مورخہ 21 جمادالاخری 61ھ

اس سے مکمل واضح اشارہ اور کیا ہوگا کہ آپ کی تحصیل علم سے فراغت کا سال سن مذکور ہے، مگر اس سن کو سال فراغت قرار دینے کی ایک وجہ روایات بھی ہیں، یعنی راویان با اختصاص کے مطابق کل اٹھارہ برس آپ نے دینی وعربی تعلیم حاصل کی تھی، بارہ سال بریلی شریف میں ایک سال اجمیر مقدس میں اور پانچ سال علاقائی مدرسوں میں تعلیم پائی تھی اور دس سال حالت طفلی کے گھٹا دئے جائیں کہ اس زمانہ میں کیا امراؤ رؤسا اور شرفا اور کیا غربا ومساکین کے بچے، عمومی طور پر ہر ایک کی تعلیم وتعلم کا ماحول یکساں ہوتا تھا اور بچے عموماً دس گیارہ برس کی عمر کے بعد تعلیمی سلسلہ شروع کرتے تھے۔ تو تقریباً اٹھائیس برس کی عمر میں آپ نے تعلیم وتعلم سے فراغت پائی، اس طرح روایت کی تطبیق بھی ہوجاتی ہے اور اسی حساب سے کچھ کم وبیش آپ کی ولادت کا سال بھی متعین کیا گیا ہے۔ اور مرقومہ تاریخ ولادت طے کرنے کی وجہ ایک یہ بھی ہے کہ منشی فضل الرحمن صاحب داماد شریف ملت نے بیان کیا ہے کہ مولانا ابوالوفا شاہ عبدالقادر صاحب اور آپ کی عمر کے درمیان میں فرق سات آٹھ سال کا تھا۔ واللہ اعلم

اساتذۂ کرام:

آپ کے اساتذۂ کرام کی فہرست معلوم کرنے کے لئے 1348ھ مطابق 1930ء تا 1360ھ مطابق 1941ء اس بارہ سالہ مدت کے درمیان دارالعلوم منظر اسلام اور جامعہ رضویہ مرزائی مسجد نیز دارالعلوم مظہر اسلام میں درس دینے والے علماء کے نام معلوم کرسکتے ہیں، اس دور کے تقریباً سبھی مدرسین آپ کے اساتذہ میں شمار ہوتے ہیں، بالخصوص ان چوٹی کے علماء ومشائخ کے نام آتے ہیں۔

[1] شہزادۂ اعلیٰ حضرت مولانا الشاہ محمد مصطفی رضا خان نوری معروف بہ حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ۔

[2] محدث اعظم پاکستان علامہ سردار احمد رضوی علیہ الرحمہ

[3] صدر الشریعہ علامہ مفتی امجد علی اعظمی [مصنف بہار شریعت] علیہ الرحمہ

[4] حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خان علیہ الرحمہ

[5] حضرت مفتی سید محمد افضل حسین مونگیری قدس سرہ

[6] صدر الافاضل علامہ سید نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ [امتحانی استاد] وغیرھم۔

[6] مولانا سکندر علی صاحب بھی آپ کے استاد تھے، ایک مقام پر بایں الفاظ تحریر فرمایا۔

قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین الاستاد المحترم مولانا المکرم جناب محمد سکندر علی صاحب قبلہ دامت برکاتھم العالیہ۔

[7] مولانا قاضی شمس الدین جون پوری مصنف قانون شریعت

درس وتدریس:

فارغ التحصیل ہونے کے بعد آپ نے علاقے کو پکڑ لیا تو تازندگی علاقہ میں ہی آپ جکڑ کر رہ گئے، اس سے باہر کبھی نکل نہیں سکے، اگر آپ باہر رہتے تو اہل وطن کا مرکز توجہ ہوتے، لیکن وطن میں آپ کی خدمات پر کسی کی نظر نہیں پڑتی، انہیں گھر کی مرغی سمجھ کر دال برابر کردیا گیا، مگر اپنے ہی علاقے میں آپ کی خدمات ناقابل انکار ہیں، خصوصاً تدریسی خدمات کے ذریعہ آپ نے علماء کی ٹیمیں تیار کی ہیں، جو

میدان تبلیغ واشاعت میں مرد میداں کا کام کررہے ہیں، اسی ضرورت کی تکمیل کے جذبہ نے آپ کو وطن سے باہر نکلنے کا خیال بھی پیدا ہونے نہیں دیا۔

لہذا سب سے پہلے درس وتدریس کی ابتدا زعیم العلماء حضرت علامہ غلام یاسین شاہدی رشیدی انعم اللہ تعالی علیہ کے کہنے پر دارالعلوم مصطفائیہ چمنی بازار درگاہ شریف سے کی ، یہاں پر آپ نے چار سال درس وتدریس کے فرائض بحسن وخوبی انجام دیئے۔

اس کے بعد مدرسہ مصباح العلوم ندر گنج دسپتر میں دس سال خدمات انجام دیں۔

دوسال کھٹیا کے اتر پار مدرسے میں درس وتدریس کے فرائض انجام دئے۔

دوسال مدرسہ محی الاسلام بجر ڈیہہ میں دین متین کی خدمات انجام دیں۔

بعدہ اپنے وطن خاص جائے پیدائش تاراباڑی مدرسہ غوثیہ رشیدیہ میں غالباً اٹھارہ سال سے زائد عرصہ تک تشنگانِ علوم نبویہ کو سیراب کیا۔

تلامذہ:

یوں تو آپ کے بیشمار تلامذہ ہیں ان میں سے کچھ خاص تلامذہ کے اسماء گرامی ذیل میں لکھے جاتے ہیں۔

[1] مولانا شائق علی رشیدی معروف بہ شائق القادری [تاراباڑوی]

[2] مولانا فائق اشرفی بانی الجامعۃ القادریہ اشرفیہ لوٹیاباڑی بائسی پورنیہ

[3] مولانا خورشید صاحب [تاراباڑی]

[4] مولانا صادق صاحب [تاراباڑی]

[5] مولانا نور عالم نعیمی رشیدی [تاراباڑی]

[6] مولانا اصغر علی صاحب [تاراباڑی]

[7] مولانا نسیم صاحب [تاراباڑی] مدرس سراج العلوم سنبھل

[8] مولانا جلال الدین نوری مرید حضور مفتی اعظم ہند [موبیہ] صدر مدرس مدرسہ نور الاسلام پنڈالے۔

[9] مولانا رستم علی صاحب سابق صدر مدرس بیبڑیا مدرسہ

[10] مولانا محمد نسیم رضوی [کھٹیا]

[11] مولانا عبدالرشید رشیدی تاراباڑی۔ ایک کتاب جس میں شریف ملت نے اپنا نام مع سن تاریخ بلفظ آثم جلی حرفوں میں تحریر فرمایا ہے، اس میں باریک حرفوں میں مولانا عبدالرشید تاراباڑوی کا بھی بایں الفاظ میں نام مرقوم ہے۔

مولوی محمد عبدالرشید غفرلہ الرشید متعلم جامعہ لطیفیہ بحر العلوم عملہ ٹولہ [کٹیہار] پورنیہ۔ مورخہ 22 شوال المکرم 1372ھ۔

معلوم ہوتا ہے کہ مولوی محمد عبدالرشید صاحب نے آپ کے پاس پڑھا تھا، ورنہ پھر شریف ملت کی کتابیں آپ کے پاس ہونا کیا معنی رکھتا ہے۔

طلباء پر نوازشات:

خاندانی نجابت وشرافت کا نمونہ تو آپ تھے ہی ،سخاوت کے بھی تاجدار تھے، دو چیز ایک جگہ جمع نہیں ہوتی، دین کی دولت اور دنیا کی دولت، دونوں اکٹھا ہو جائے تو نہ صرف سونے پر سہاگہ ہوگا، بلکہ نادر الوجود غرابت کا نمونہ ہوگا اور حضرت شریف ملت علیہ الرحمہ انہیں نادر الوجود اور کمیاب شخصیتوں میں سے ایک تھے، اللہ تعالی نے آپ کو دنیا کی دولت وثروت کے ساتھ دین کی دولت وحکمت سے بھی نوازا

تھا،جس زمانے میں آپ نے تعلیم حاصل کی تھی، ہندوستان میں مسلمانوں کی معاشی حالت بہتر نہیں تھی، بہت سے لوگ علم کا شوق رکھتے تھے اور اثناء تعلیم جنہیں خانگی حالت آگے بڑھنے نہیں دیتی تھی، توان کی دستگیری آپ حتی الوسیع فرماتے تھے، چاہے انہیں کتابیں خرید کرہوں یا ان پر رقم کی آبپاشی کر کے یا پھر طعام کا انتظام فرما کر، یہ مبارک سلسلہ زمانہ طالب علمی ہی میں شروع ہو چکا تھا جس کا سلسلہ تاعمر جاری رہا، امراء کو بھی طالب علموں کی کفالت کی جانب راغب فرماتے رہے۔اسی خوبی سے متاثر ہوکر حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ نے آپ کو ''شریف ملت'' کے خطاب سے ملقب فرمایا تھا۔

شادی خانہ آبادی:

آپ نے فراغت کے بعد تیس برس کی عمر میں شادی کی،کھٹیا کے جناب الحاج محمد صدیق عرف سدھو صاحب کی دختر نیک اختر زیب النساء بیگم سے تقریباً 1948ء میں مناکحت ہوئی تھی۔

اثمار حیات:

حضرت شریف ملت رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی ایک بھی بیٹا نہیں ہوا،البتہ پانچ بیٹیاں ہوئیں،جن کے نام مع منسوبین درج ذیل ہیں۔

[1]اشرفی بیگم منسوب مولانا محمد رفیق رشیدی رحمۃ اللہ علیہ [تاراباڑی] جانشین اول شریف ملت]

[2]راشدہ بیگم منسوب صوفی ملت منشی فضل الرحمن قادری [گریا] جانشین

دوم شریف ملت]

[3]شمس النساء منسوب محمد شاہد رضوی [کھٹیا] مرید حضور تاج الشریعہ

[4]شہناز بیگم منسوب محمد اسحاق نوری [موبیہ] مرید حضور مفتی اعظم ہند

[5]ناظری بیگم منسوب محمد خیر الدین رشیدی [تاراباڑی]

جمعہ وعیدین کی امامت وخطابت:

جمعہ کی نماز اور خطابت آخری وقت تک جامع مسجد تاراباڑی ہی میں پڑھاتے رہے، نیز چنگی مہیش پٹنہ کی عیدگاہ میں تازندگی امامت وخطابت کی خدمات انجام دیتے رہے۔

اذان ثانی اور آپ کا موقف:

اذان ثانی کا مسئلہ ان میں سے ایک ہے جو امام اہل سنت اعلی حضرت امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ کے تجدیدی کارناموں میں سے ہے،ایک مردہ سنت کو زندہ وتابندہ کرنے کے دوران کس قدر پریشانیاں لاحق ہوسکتی ہیں،وہ اس مسئلہ کی متعلقہ احوال وکوائف سے جگ ظاہر ہیں،اس مسئلہ میں جہاں امام اہل سنت کو اپنوں کی چشمک کا سامنا کرنا پڑا،وہیں غیروں نے اس تجدیدی کارنامے کو سراہا بھی ہے، امام اہل سنت قدس سرہ کے اس تجدیدی کارنامے کی تایید وتوثیق کے لئے شاگرد اعلی حضرت ملک العلماعلامہ ظفر الدین قادری رضوی رشیدی علیہ الرحمہ نے ایک کتاب ''تنویرا لمصباح للقیام عندحئی علی الفلاح'' ترتیب دی ،اور اس میں

ہندوستان بھر کے جہاں اساطین علم وعمل کے دستخط ومواہیر ہیں، وہیں پر سیمانچل کے خواقین علم وفن کی تصدیق ومواہیر بھی ثبت ہیں۔ چونکہ آپ بریلی شریف کے تعلیم یافتہ وفیض یافتہ ،چشیدہ ونوشیدہ اورتراشیدہ تھے،مسلک اعلی حضرت پرخودسختی سے کاربند تھے اوراپنے مریدین ومعتقدین کواسی مسلک پرعمل پیرارہنے کی تلقین فرماتے تھے،چناں چہ اعلی حضرت علیہ الرحمہ کے اس تجدیدی کارنامے کی تائید میں دستخط فرمایا،جوسیریل نمبر 161 پرموجودہے۔

[161]الجواب صحیح :غلام محمد شریف عالم شاہدی غفرلہ منشی ٹولہ
تاراباڑی پورنیہ۔

[تنویرالمصباح للقیام عندحیّ علی الفلاح:ص:71]

پتہ چلا کہ بوقت جمعہ اذان ثانی میں آپ کا وہی موقف تھا جوموقف مسلک اعلی حضرت علیہ الرحمہ کا ہے۔

آل انڈیاسنی کانفرنس میں آپ کا کردار:

تحریک آل انڈیاسنی کانفرنس جماعت اہل سنت کی ایک عظیم مذہبی وسیاسی تنظیم تھی،جس کے بانی صدرالآفاضل مفسرقرآن علامہ سیدنعیم الدین رضوی اشرفی نوراللہ مرقدہ تھے،اس کا آغاز مرادآباد کی سرزمین سے ہوااورسب سے پہلا اجلاس 17،18،19مارچ 1925 میں انعقادکیا گیا،پھردیکھتے ہی دیکھتے ہندوستان کے گوشے گوشے میں اس کی شہرت پھیل گئی اور بڑے بڑے شہروں میں ملک گیرپیمانے پران کے اجلاس منعقد ہوئے ،ان اجلاسوں میں چوٹی کے سربرآوردہ علماومشائخ کی شمولیت ہوتی،اس تنظیم نے مذہبی ومسلکی طوائف الملوکی کے دورمیں مسلمانوں کے

دین ومسلک کی جہاں حفاظت فرمائی وہیں پران کی سیاسی رہنمائی بھی فرمائی۔

برطانوی ہندمیں ملکی آزادی کے لئے دوپلیٹ فارم تھے،ایک ’’کانگریس‘‘ اس کی تاسیس 1885ء میں پڑی تھی۔دوسرے’’آل انڈیامسلم لیگ‘‘اس کی بنیاد 1906ءکو بمقام ڈھاکہ پڑی تھی،اس کا مقصداورنصب العین مسلمانوں کے حقوق کی بازیابی تھی،آگے چل کراس تنظیم نے ایک تحریک کی شکل اختیارکرلی اورملک سے انگریزوں کوبھگانے میں اہم رول اداکیا۔

جن دنوں آل انڈیامسلم لیگ نے انگریزوں کو ملک بدرکرنے کی تحریک چلائی اورمسلمانوں کاایک خاص ملک بننے اوروہاں پرصرف اسلامی حکومت قائم ہونے کا آوازہ بلندکیا،تواب’’آل انڈیاسنی کانفرنس‘‘نے اپنی حمایت وتائیدکااعلان ’’آل انڈیامسلم لیگ‘‘کےساتھ کردیا۔

چناں چہ اسی سلسلے میں ایک عظیم الشان سنی کانفرنس کاایک اجلاس پورنیہ شہر سے پچیس کلومیٹردورایک دیہی مقام’’تاراباڑی‘‘میں 1945ءکومنعقدہواتھا،اس میں حضورصدرالآفاضل ،حضرت صدرالشریعہ،حضرت محدث اعظم ہند،محدث اعظم پاکستان وغیرھم جیسی اعلی پائے کی ہستیوں نے قدم رنجہ فرمایاتھا،اس کی تفصیلی روداد ’’سالنامہ انکشاف سیمانچل 2024‘‘میں شائع ہوچکی ہے،اسی روداد میں حضرت شریف ملت علیہ الرحمہ کانام نامی اسم گرامی بھی خاص الخاص معاونین میں مذکورہے۔ جیسا کہ مولاناتنویرارشدصاحب فرماتے ہیں۔

معاونین: شیخ الاسلام والمسلمین ،تاج العلماء ،استاذالاساتذہ
حضرت مولاناتاج الدین شاہدی رشیدی تاراباڑی،حضرت

مولانا ایوب شاہدی رشیدی تاراباڑی، حضرت مولانا شریف الحق
شاہدی عرشیدی تاراباڑی،۔۔۔۔وغیرھم

[سالنامہ انکشاف سیمانچل 2024ء ص:332]

لہذا اس اجلاس میں شامل ہونے کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ آپ انگریزوں کے خلاف بھی صف آرا تھے، چونکہ تاریخ شاہد ہے کہ تحریک مسلم لیگ بھی نہ صرف ایک انگریز مخالف تحریک تھی، بلکہ انہیں ملک سے بھگانے میں اہم کردار ادا کیا، اور اس تحریک کو ”آل انڈیا سنی کانفرنس“ کی مکمل تائید وحمایت حاصل تھی، اور اسی تحریک کے حضرت شریف ملت علیہ الرحمہ ایک فرد اور رکن تھے، اسی لئے آپ مجاہدین جنگ آزادی کے صف کا ایک مجاہد بھی تھے۔

رفقاء ومعاصرین:

آپ کے رفقاء میں سے جو اطراف وجوانب کے رہے ہیں وہ تو بہت تھے لیکن بالخصوص تاج العلماء حضرت مولانا تاج الدین صاحب شاہدی رشیدی ہم بستی وہم نوالہ تھے، بڑے جید عالم دین گزرے ہیں، صاحب طرز قلم بھی تھے، ”دافع الوسواس“ آپ ہی کے نوک قلم کی ایک بہار ہے، اس کا ایک نسخہ مصطفائی کلب ماہی نگر شکارپور کٹیہار بہار میں ہے۔

حضرت مولانا ابوالوفا غلام عبدالقادر شاہدی رشیدی بھی پایہ کے عالم گزرے ہیں، مفتی دین متین تھے، سیکڑوں فتاوی نوک قلم سے ظاہر ہوئے، ان کے وارثین ان کے فتاوی کو یکجا کرکے شائع کرنے کی جانب پر تول رہے ہیں۔ان کے علاوہ حضرت مولانا ایوب شاہدی رشیدی تاراباڑی، وغیرھم

ایک پرچہ میں اپنے معاصرین سے لین دین کا معاملہ سپرد قلم فرمایا ہے، ملاحظہ کیجئے۔

بذمہ مولوی غیاث الدین 8/ع

بذمہ مولانا ابوالوفا غلام عبدالقادر بواسطے کرایہ مکانی 8/ع

مولوی تاج الدین از جانب والدین شب قدر 15/ع

مولوی سراج الدین صاحب ومولوی ابراہیم۔۔۔خرچہ 8/ع

اسے نقل کرنے کا مقصد سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ان کے معاصرین کے اسماء گرامی کا ظاہر کرنا اور ان کے ساتھ آپ کے تعلقات وروابط پر روشنی ڈالنا ہے۔

مناظرہ ومباحثہ:

شیر بنگال حضرت علامہ ومولانا مفتی محمد غیاث الدین علیہ الرحمہ مغربی بنگال کی بستی کونہ کمات کے رہنے والے تھے، آپ کی سوانح لکھنے والوں نے لکھا ہے کہ حضور مجاہد ملت علیہ الرحمہ ایک مرتبہ دیناج پور کی سرزمین پر تشریف لائے تھے، حضرت کی پرنور ہدایت انگیز تقریر سن کر دل میں دینی تعلیم کے حصول کا شوق پیدا ہوا اور اسی دھن میں ایسے مغلوب ہوئے کہ شادی کے بعد حصول علم کے لئے بنارس کا سفر اختیار فرمایا اور مدرسہ حمیدیہ میں آٹھ سال پڑھ کر فارغ ہوگئے اور گھر گرہستی میں لگ گئے، لیکن حمیت بیدار تھی، ایک بار علاقے کے وہابیوں نے در باب نبوی اختیارات اور علم غیب مصطفیٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم بحث کرنے کی ٹھانی، آپ نے شریف ملت جو ان دنوں بریلی شریف سے نئے نئے فارغ ہوکر آئے تھے، علم ومعلوم تازہ تازہ تھا، کو ان وہابیوں کے مقابلہ کے لئے بلایا، اس کے بعد کا واقعہ حضرت شریف

ملت کے نواسہ مولانا محمد رحمت حسین شریفی کے قلم سے ملاحظہ کیجئے۔

ڈاکٹر فیاض عالم شہزادۂ شیر بنگال [مفتی غیاث الدین] کی آج بروز جمعہ بعد نماز جمعہ بتاریخ 25 مئی 2012ء کوکشن گنج کی جامع مسجد میں ملاقات ہوئی، چونکہ ڈاکٹر صاحب کا تاراباڑی عرس شریفی میں آنا جانا ان کے والد صاحب کے زمانے سے ہوتا رہا ہے اور مجھے پہچانتے تھے، پرتپاک انداز میں ملے اور بہت خوش ہوئے، دوران گفتگو فرمایا کہ میرے والد صاحب اکثر فرمایا کرتے تھے، کہ ایک مرتبہ کونہ کمات اور اس کے اطراف واکناف کے کچھ غیر مقلدین و دیوبندیوں نے اختیارات مصطفیٰ اور علم غیب مصطفی صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر مناظرہ کا چیلنج کیا تھا، میں نے اس چیلنج کو قبول کرلیا اور مناظرے کی تاریخ بھی طئے کرلی تھی، غالباً 2 ربیع الثانی 1363 ھجری مطابق 29 اپریل 1943 عیسوی بروز منگل کا دن تاریخ مقرر ہوئی تھی، میں نے حضرت علامہ مولانا مفتی الشاہ محمد شریف الحق رشیدی کو بلایا تھا۔

زیادہ دھوم دھام کا تو نہ تھا مگر گاؤں کے لوگ تھے اور علاقائی دیوبندیوں اور غیر مقلدوں کے کل اٹھارہ علماء آئے تھے، مجمع ہمارے ہی کھولی کے بیٹھک میں ہوئی تھی، طرفین کے درمیان بحث ومباحثہ ہوا تو مفتی شریف الحق رشیدی نے اس انداز میں گفتگو فرمائی کہ آپ کے انداز بیاں، طرز تکلم، قوت دلائل کو

دیکھ کر غیر مقلدین بہت متاثر ہوئے اور اسی وقت تقریباً 18 دیوبندیوں نے اپنے عقائد باطلہ سے توبہ کرلیا تھا، آپ کے دست حق پرست پر تجدیدِ ایمان کیا اور والد صاحب [شیر بنگال حضرت غیاث ملت] کی ایماواصرار پر ان اٹھارہ لوگوں کو مرید بنالیا اور وعدہ کیا کہ ہم مسلک اعلی حضرت پر قائم رہیں گے۔

اس مناظرہ میں جہاں پر دیوبندیہ وغیر مقلدین آپ کی حکیمانہ گفتگو اور دلائل کی قوت سے نہ صرف مرعوب ہوئے بلکہ متاثر ہوکر توبہ کر کے مسلک اہل سنت کو قبول کیا۔ وہیں پر حضرت مفتی غیاث الدین علیہ الرحمۃ بھی بے انتہا متاثر ہوئے اور بارے دیگر حصول علم کے لئے بریلی شریف کا سفر اختیار فرمایا اور مفتی بن کر وطن لوٹے، جیسا کہ آپ کے سوانح نگار نے لکھا ہے۔

ایک مرتبہ حضرت کی ''مکھان پوکھر'' نامی گاوں کے کسی نام نہاد بد عقیدہ مولوی سے کسی مسئلہ پر جھڑپ ہوگئی، بحث ومباحثہ کا سلسلہ چل پڑا، حضرت نے زیر بحث مسئلہ پر دلیلیں بھی دیں معترض خاموش بھی ہوگیا مگر اپنے دلائل پر خود انھیں اطمینان نہ ہوا اسی عدم اطمینانی نے حضرت کو دوبارہ حصول علم پر مجبور کیا، اب حضرت مرکز علم وفن دار العلوم مظہر اسلام بریلی شریف روانہ ہوئے، وہاں مشاہیر علمائے اہل سنت اور جلیل القدر اساتذہ کے زیر تربیت آپ نے مسلسل آٹھ سالہ تعلیمی سفر طے کیا، جب علم وآگہی کی پیاس بجھ گئی، وطن مالوف لوٹ آئے اور پورے عالمانہ وقار اور

شان وشوکت کے ساتھ بدمذہبوں کی تردید میں مصروف ہو گئے اور پوری زندگی اسی مشن کی تکمیل میں لگے رہے۔(ماخوذ از بیان حضرت مولانا عبدالجبار صاحب وجناب عبدالخالق صاحب کونہ)

[حالات فرد زمان شیر بنگال:ص21]

آپ کو اپنے علم پر وثوق واعتماد تھا اس کا احساس ان کے بیان وتقریر وغیرہ سے ہوتا ہے،شیر بنگال نے آپ کی زندگی دیکھی آپ کا علمی مقام دیکھا اور یہ کہ حضرت شریف ملت علیہ الرحمہ نے غیر مقلدوں و دیوبندیوں سے آپ کے سامنے مناظرہ ومباحثہ فرمایا اور دلائل کی قوت اور انداز گفتگو سے متاثر ہو کر ان کا توبہ وتجدید ایمان کرنا ایک اہم امر تھا اور یہ ایک قابل رشک بات تھی اور اسی رشک کی وجہ سے آپ کے دل میں دوبارہ حصول علم کی چاہت اور جذبہ بیدار ہوا اور بریلی شریف میں جانے کی خواہش یقیناً حضرت شریف ملت علیہ الرحمہ کے رشک آمیز علم ومعلوم سے ہوئی۔لہذا بریلی شریف میں آٹھ سال علم حاصل کر کے خود قابل رشک بن کر وطن مالوف لوٹے۔اس واقعہ کے بعد حضرت شیر بنگال اور حضرت شریف ملت کے درمیان ایک خاص تعلق قائم ہوا اور یہ ملاقات رسم وراہ میں بدل گئی،جو تا زندگی قائم رہی،بلکہ شریف ملت کی وفات کے بعد حضرت شیر بنگال ان کے عرس میں بھی تشریف لاتے رہے۔

بیعت وارادت:

آثار مضبوطہ سے ثابت ہے کہ آپ زمانہ طالب علمی ہی میں شہود الحق سید شاہ شاہد علی سبز پوش گورکھ پوری[متوفی 1371ھ مطابق 1952ء] رحمۃ اللہ علیہ سے

مرید ہو گئے تھے،اسی نسبت سے شاہدی رشیدی علیمی لکھتے رہے۔

اجازت وخلافت:

جیسا کہ اس زمانے کا دستور تھا کہ ظاہری علم حاصل کرنے والوں میں قابل ترین علماء کو علمی اسنادات کے ساتھ اسی اسٹیج میں اجازت وخلافت کی سند سے بھی مشرف فرمادیا جاتا تھا،خصوصی راویوں کے مطابق حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ نے بھی علمی سند کے ساتھ پیری مریدی کے لئے سلسلہ عالیہ رضویہ میں اجات وخلافت عطا فرمادی تھی۔

پیری مریدی کا سلسلہ:

آپ بچپن ہی سے صوفیانہ مزاج ومذاق کے حامل تھے،سلسلہ عالیہ رضویہ میں حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ سے اجازت وخلافت حاصل تھی،اور اسی سلسلہ عالیہ میں ایک عرصہ تک لوگوں کو بیعت بھی کراتے رہے۔

سب سے پہلی مرتبہ جب کونہ کمات میں دیوبندیوں اور غیر مقلدوں سے مباحثہ فرمایا تھا،زور بیان اور دلائل قاہرہ سے مغلوب کر دیا تھا،ان اٹھارہ علماء نے غیر مقلدیت اور دیوبندیت سے توبہ کیا تھا اور حضرت شیر بنگال کی ایماء واشارے پر ان حضرات کو اپنا مرید بھی بنایا تھا اور انہیں مسلک اعلی حضرت پر پابند رہنے کی تلقین بھی فرمائی تھی۔

انہیں میں سے ایک سید صاحب بھی تھے،جو ان دنوں آپ کے ہاتھوں پر بیعت ہوئے تھے،مگر توبہ ورجوع کے بعد بھی ان کا تعلق وہابیوں سے رہا اور پھر ان

کے بہکاوے میں آگئے۔انہیں کو سمجھاتے ہوئے آپ نے ایک مکتوب بھی تحریر فرمایا تھا، جوشکستہ صورت میں دریافت ہوا، قارئین کے ملاحظہ کے لئے پیش کیا جاتا ہے۔

جناب بھائی سید صاحب

اَلسَلام عَلَیکم وَرَحمَۃُ اللہِ وَبَرَکاتہ

بعد گزارش یہ ہے کہ بندہ خیریت سے ہے اور آپ لوگوں کی خیرو خیریت کا خواستگار ہے۔ بفضل خدا اس کی ذات سے نیک متدعی ہوں، احوال ضروری یہ ہے کہ بیعت کی ڈوری آپ نے توڑ دی ، مجھ بے کس کو وعدہ دیا تھا کہ وہ وعدہ وفا نہیں کیا، اور یہ مفلس نے بہت منع لوم ودریغ کرکے۔۔۔۔۔[کاغذ شکستہ ہونے کی وجہ سے معدوم ہے]۔۔۔ یاد داشت ہوا کہ آپ توجہ نہیں ڈالنا چاہتے ہیں، یہ آپ مدنظر رکھئے تو مجھ بے وفا کو اس کی ضرورت نہیں، مگر قدم آپ کا رستے سے دور ہو ہی گیا ہے۔ زیادہ کیا لکھوں۔

والسلام

میں جو گیا تھا تیری دید کے لئے   دید نہ ہوئی آخر چوکھٹ کو چوم کر چلے

ان کے علاوہ آپ کے مریدین مغربی بنگال، دیناج پور اور بنگلہ دیش وغیرہ میں ہونے کی روایتیں بھی ملتی ہیں۔

ذوق مطالعہ:

اللہ تعالی نے آپ کو دولت وثروت سے نوازا تھا، اسی لئے طالب علمی کے

زمانے میں بھی نہ صرف ہر ایک درسی کتاب خود خرید کر پڑھی بلکہ مزید خارجی مطالعہ کے لئے بھی کتب خرید لیا کرتے تھے، یہی وجہ ہے کہ آپ کے گھر میں ایک لائبریری قائم ہوگئی تھی، کتابوں کو عالموں کا زیور کہا کرتے تھے، اسی لئے آپ کے پاس اتنی کتابوں کا ذخیرہ جمع ہوگیا تھا کہ سرہانے اور دائیں بائیں الماریوں میں کتابیں ہی کتابیں تھی۔

راویان بااختصاص کہتے ہیں کہ آپ غیر ممالک خصوصا ترکستان سے بھی بذریعہ خط وکتابت کتابیں منگوا کر مطالعہ فرماتے تھے۔ خود مطالعہ کرنا تو عام بات ہے، مگر دوسروں کو بھی تلقین وتاکید کرنا، بلکہ اپنی کتابیں مستعار دینا اس دور میں بڑے دل گردے کا کام ہے، کیونکہ لینے والا شکریہ ادا کرنا تو بہت دور، کتاب واپس کرنا بھی اپنی شان کے خلاف سمجھتے ہیں، واپس کرنے والے خال خال ہی ملیں گے۔

آپ نے بہتوں کو اپنی درسی اور غیر درسی کتب مطالعہ کے لئے دی تھی، کچھ نے رکھ لیا اور کچھ نے شکریہ ادا کرتے ہوئے واپس کردیا۔ انہیں معدود چند لوگوں میں سے ایک نے کتاب کنز الدقائق عاریتاً مطالعہ کے لئے لی تھی، مطالعہ کرنے والا بڑے دل والے تھے، جامی کے کچھ اشعار پیش کرکے مطالعہ کا شکریہ ادا کیا۔

ساقی بجام زپز می پرتگال را
ماہ تمام ساز بیک شب ہلال را
عشق اول دردل معشوق پیدا می شود
بعد ازاں اندر دل عاشق ہویدا میشود
تانسوزد شمع کے پروانہ شیدا میشود

متاب از عشق رو گرچہ مجاز یست

کہ آن بحر حقیقت کارساز یست

از جامی

مولوی محمد شریف صاحب کی عنایت سے میرے پاس یہ کتاب

[کنزالدقائق] مطالعہ میں ہے۔

فقط

مطالعہ میں رہنے والی کتب:

آپ مطالعہ کے بے حد شوقین تھے،کون کون سی کتب اور کن کن فنون پر مشتمل کتابوں کو آپ مطالعہ میں رکھتے تھے، یہ بتانا تو بہت مشکل ہے جب تک کہ آپ کی ذاتی لائبریری کا جائزہ نہ لیا جائے ،لیکن اب یہ ممکن اسی لئے نہیں ہے کہ اب آپ کی تمام کتابیں تبرک بن گئی ہیں،جن جن کو ضرورت ہوئی لے گئے اور زیادہ کتب بحکم شیخ الاسلام مولانا غلام یاسین رشیدی رحمۃ اللہ بیل گاڑی میں بھر کر دارالعلوم مصطفائیہ چمنی بازار میں رکھوا دیا تھا اور قلیل مقدار میں باقی بچی کچھی کتابیں آپ کی چھوٹی صاحب زادی کے یہاں ابھی بھی موجود ہیں جہاں سے ایک نامکمل فہرست سازی کی گئی، جو کہ حسب ذیل ہیں۔

[1]فتح القدیر[2]مرقاۃ شرح مشکوٰۃ[3]عینی شرح بخاری[4]اشعۃ اللمعات[5]نووی شرح مسلم[6]شرح السنہ[7]شرح فقہ اکبر[8]تفسیر خازن [9]مسند احمد[10]دارقطنی[11] کیمیائے سعادت[12]شرح معانی الآثار [13]میر قطبی مع قطبی[14]شرح عقائد[15]ھدایہ اولیں واخرین[16]سلم

العلوم شرح ملاحسن[17]اخلاق محسنی[18]شرح مسلم مولوی احمد اللہ[19]انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ[20]روضۃ المسلم شرح مقدمۃ المسلم[21]موطا امام مالک [22]مدارج النبوۃ [23]طحاوی شریف[24]نصرالباری شرح بخاری [25]شمائل ترمذی[26]سنن الکبریٰ بیہقی [27]سنن ابوداؤد[28]تاریخ ترکیہ[29]تذکرۃ المحدثین[30]دیوان حماسۃ[31]غنیۃ الطالبین[32] الخصائص الکبریٰ[33]بہجۃ الاسرار[34]اذاقۃ الاثام لمانعی عمل المولد والقیام [35]میلاد وقیام[36]شرح شفاء[37]سلوک اقرع السبیل [38]التعریفات [39]نسیم الریاض[40]منظر الفتاوی[41]تفسیر ابن کثیر [42]تفسیر ابن عباس [43]تفسیر مدارک التنزیل[44]تفسیر بیضاوی [45]تفسیر جلالین [46] تفسیر صاوی[47]فتاوی قاضی خان[48]فتاوی غزی [49]فتاوی عزیزیہ [50]حجۃ اللہ البالغہ[51]فتاوی عالمگیری[52]مراقی الفلاح [53] حدیقہ [54]شرح وقایہ[55]شرح نقایہ[56]عمدۃ الرعایہ [57] نوادر اصول فی معرفۃ احادیث رسول[58]تاریخ الطبری[59]تاریخ مسعودی[60]طبقات ابن سعد[61]تفسیر القرطبی[62]تفسیر مظہری[63] العرف الشذی علی جامع ترمذی[64]سنن ابن ماجہ[65]مؤطا امام محمد مع التعلیق المجد[66]بذل المجھود فی حل ابی داؤد[67]صُراح مسمی قراح[68]مایۃ مسائل۔

یہ ایک نامکمل فہرست ہے جو صرف شریف ملت کی چھوٹی صاحبزادی کے گھر الماری میں بند ہیں،ان کے علاوہ انفرادی طور پر جو لوگ کتابیں لے گئے ہیں انہیں چھوڑ کر صرف جن کتابوں کو بیل گاڑی میں بھر کر چمنی بازار میں بھیج دیا تھا،ان کی

بھی فہرست سازی کی جائے تو ایک الگ دفتر تیار ہوجائے۔

تصنیف وتالیف:

آج بھی قلیل مقدار میں کتب کا ایک ذخیرہ شریف ملت کی چھوٹی صاحب زادی کے گھر ایک الماری میں بند ہیں، جہاں کی خاک روبی اور ورق گردانی سے موجود کتب کی ایک نامکمل فہرست تیار کی گئی، مگر یہاں پر کوئی ایک آدھ ڈائری ہی ملی اور نہ ہی کسی کتاب کا ایک بھی قلمی نسخہ ملا، البتہ ایک قرآن مجید خاص آپ کے ہاتھ سے لکھی ہوئی قلمی ابھی بھی موجود ہے اور کچھ رف کاغذات میں مکتوبات اور خطوط کے پوسٹ کارڈ اور شکستہ تحریروں کے اوراق وغیرہ کو محفوظ کرلیا گیا۔ جن کی جھلک اسی کتاب کی ''نوادرات'' کے باب میں دیکھنے کو ملے گی۔

اور اگر چمنی بازار کی لائبریری کو چھانا جائے تو ممکن ہے کہ زندگی کی بہت کچھ گمشدہ کڑیاں دریافت ہوجائے، خیر فی الوقت جو کچھ بھی دستیاب ہوا ہے اس کو ہی ملاحظہ فرمالیں۔

قرآن مجید کی خطاطی:

قرآن مجید کی کتابت بڑی ہمت وجسارت کا کام ہے، یہ کسی ایک شخص کی بجائے ٹیم بنا کر کیا جاتا ہے، مگر آپ کی علو ہمتی کہ تن تنہا اس کام کو انجام دیا، جو فن خطاطی وکتابت سے عدم واقفیت کے بغیر ممکن نہیں۔ لیکن چونکہ لکھنے پڑھنے کا شوق آپ کو وارفتگی کی حد تک تھا، کتب کے انبار اور زمانہ طالب علمی ہی سے کتابوں کے حاشیہ میں حاشیہ آرائی اور دوست واحباب سے خطوط نگاری اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

مولانا رحمت حسین شریفی جو شریف ملت کے نواسہ ہیں کا بیان ہے کہ قرآن مجید کا یہ قلمی نسخہ حضرت کی چھوٹی صاحب زادی کے گھر میں محفوظ ہے، اس کی کتابت شریف ملت نے اپنے ہاتھ سے کی تھی، جس کا عکس نوادرات کے باب میں ملاحظہ کریں گے۔ کہ قرآن مجید کے آخری صفحہ میں ''بقلم خود غلام محمد شریف شاہدی رشیدی علیمی'' مرقوم تھا۔

ایک حادثہ جسے بھلایا نہ جائے گا:

مولانا رحمت حسین شریفی نے بڑے ہی ارمانوں اور چاہتوں سے اپنی خالہ کے یہاں باقی بچی کتابوں کے پشتارا سے کچھ خطوط کے پوسٹ کارڈ اور مضامین کے کاغذات وغیرہ کو وقت لگا کر جمع کیا تھا، اور انہیں ساتھ لے کر آنے والے تھے تاکہ راقم کے حوالہ کریں۔

لیکن بدقسمتی سے اس ورق کی فوٹو کاپی موبائل سے اتارنے کی بجائے پھاڑ کر پالیتھین میں ڈال لیا جس میں اس کے ساتھ کچھ مکتوبات بھی تھے جو مرور ایام کی وجہ سے شکستہ ہونے سے تو بچ گیا تھا، مگر حالت کی ستم ظریفی کہ دست برد سے اسے کوئی بچا نہ سکا، یعنی وہ اسے مکان ہی میں بھول کر آگئے، اب کوئی چارہ کار نہیں کہ یہاں سے ان کی فوٹو کاپیاں بذریعہ موبائل فون منگوائی جائیں، اپنے برادر اصغر سے کہا جس نے اسی غرض سے برآمدے میں بچھی چٹائی پر رکھ کر دومنٹ کے لئے کسی سے ملنے گئے، اور اسی اثنا میں ایک بچہ نے اپنا کام کردیا، اس ورق کے ساتھ دو ایک خطوط کو بھی جو کہ پہلے ہی نہایت بوسیدہ ہوچکے تھے انہیں چورا چورا بنانے میں دیر نہیں لگایا، یعنی اس ناسمجھ بچہ نے تمام اوراق کو ریزہ ریزہ کردیا۔

شارح کتب درسیہ:

جیسا کہ پہلے ہی اشارہ کیا جاچکا ہے کہ آپ بہت کچھ تھے، مگر اب بہت کچھ ہوتے ہوئے بھی سوانحی زندگی کا یہ انمول گوشہ خالی ہے، بتایا جاتا ہے کہ آپ چند درسی ادق کتب کے شارح تھے، حضرت شریف ملت کے داماد منشی فضل الرحمن کا بیان ہے کہ ہم نے ان کتابوں کو دیکھا تھا وہ کتابیں فونٹین پین سے لکھی ہوئی تھیں اور کتابی سائز میں مجلد کی ہوئی تھیں، مگر آپ کی وفات کے بعد کون لے گیا، پتہ نہیں چلا، چونکہ آپ کی کوئی اولاد نرینہ نہیں تھی، تمام بیٹیاں تھیں، جب نواسوں کا دور آیا تو سوائے حکایات وروایات کے کچھ نہیں بچا۔ البتہ ایک ورق میں شرح کا نمونہ ملا ہے، ذوق کی تسکین کے لئے آپ بھی مطالعہ فرمالیں۔

شرح کا نمونہ:

الف کی دوقسمیں ہیں، اسمی۔ حرفی۔ الف لام اسمی کا مدخول اسم فاعل واسم مفعول ہوتے ہیں، جیسا کہ خارجیہ ومضروب۔

پھر الف لام حرفی کی بھی دوقسمیں ہیں، زائد وغیر زائد۔ زائد جو تحسین کلام کے لئے آتا ہے۔ الرقیب والرشید۔ نکرہ پر بھی آتا ہے جیسا الرجل۔

پھر الف لام زائد کی بھی چارقسمیں ہیں، جنسی۔ استغراقی۔ عہد خارجی۔ عہد ذہنی۔

جنسی کا مدخول ماہیۃ افراد ہوتا ہے۔ استغراق کا مدخول افراد ہوتا ہے۔ عہد خارجی کا مدخول شخص معین جو متکلم ومخاطب

کے درمیان ہو۔ عہد ذہنی کا مدخول معہود ذہنی ہوتا ہے، جس کو معہود بھی کہتے ہیں۔

نوٹ: یہ کس کتاب کی شرح ہے تحقیق طلب ہے، یہ تحریر ایک کاپی کے ورق میں لکھی ہوئی تھی۔

مکاتیب شریفی کی جھلکیاں:

بہرحال ان کے علاوہ جو کچھ بچ سکا ان میں سے کچھ تحریرات قریب المعدوم ہیں، جن کے عکس نوادرات میں ملاحظہ کیجئے اور جو تحریریں سمجھ میں آتی ہیں انہیں درج ذیل کیا جاتا ہے۔

والد ماجد کے نام خط

بحضور فیض معمور جناب قبلہ والد صاحب دامت برکاتھم العالیہ

بعد ادب لوازمہ وقواعد کورنشات فدویانہ ومراسم بزرگانہ ونسب تحیۃ وکعبہ سلام مسنونہ بجا آوردہ مخدومی بفضلہٖ تعالی بخیر وعافیت مژدۂ گرامی بدرگاہ خداوند جل شانہ نیک مطلوب۔ بہرکیف فی الحال بریلی میں کوئی خطرہ شدیدہ نہیں ہے ان شاء اللہ تعالی اگر کوئی زیادہ خطرہ محسوس ہوگا تو مکان چلے آؤں گا، کوئی اندیشہ کی بات نہیں، اگر آپ معلوم مزید کریں تو دیگر وطنی طلبہ مکان آئے ہیں ان سے معلوم کریں آپ کو لازمی ہے کہ کچھ روپیہ روانہ کردیجئے کہ جس سے اطمنان کچھ ہو اور زیادہ خطرہ واقع ہو تو اس وقت فورا

مکان میں آؤں۔ والسلام مع الاکرام

آثم محمد شریف رشیدی

نوٹ: اسی زمانے کا ایک اور خط جو کسی پوسٹ کارڈ کی بجائے ایک سادہ ورق میں رف لکھا ہوا ہے، وہ بھی ملاحظہ کیجئے۔

ابھی تک کوئی جواب سے انہوں نے سرفراز نہ فرمایا، کاشت کاری کی حالت کیسی ہے، بارش ہوئی یا نہیں، پٹوادھان وغیرہ ابھی تک باؤگ ہو چکا ہے یا نہیں اس کا خلاصہ تحریر کریں۔ جب سے بریلی آیا ہوں پڑھائی کی حالت کچھ اور ہی ہے بات یہ ہے کہ جس مدرس کے پاس میرا سبق تھا اس کے بھائی صاحب کا انتقال ہو گیا تھا اس لئے پڑھائی میں خلل ونقصان، پھر بھی چہار کتابوں کے اسباق ہو رہے ہیں۔

اس وقت بریلی شہر پریشان کن معلوم ہوتا ہے وہ یہ کہ جرمن کی فوجوں نے لندن کی سرحد یعنی قلعہ۔۔منہدم و پاش پاش کر دیا گیا ہے، اسی وجہ سے بریلی میں ہل چل ہو رہی ہے عجب نہیں کہ مکان جانا پڑے، پھر اخباری خبر کو سن کر یقین کر لینا بھی کوئی ممنوع نہیں۔ ان شاء اللہ تعالی اگر کوئی حادثہ ہو تو اطلاع ضرور کروں گا مگر یہ بات ظاہر ہے کسی نہ کسی دن ضرور جنگ عظیم ہونے والی ہے، زمانہ قریب آچکا ہے گورنمنٹ کی سلطنت ختم ہونے کو ہے، اور اس کے ہم جنس بھی سلطنت پر قابض ہونے والا

ہے، آپ حضرات دعا خیر کیجئے۔

نوٹ: ایک اور خط کسی مسجد کے متولی کے نام ہے، اسے بھی ملاحظہ فرمالیجئے۔

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

محترم المقام جناب متولی صاحب۔۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ

سلام مسنون قبول باد۔ عرض ہے کہ چند وجوہات کی وجہ سے دعوت قبول کرنے سے معذور ہوں چونکہ پندرہ سے لیکر 25 تک مسلسل دعوتیں ہیں، اس کے بعد کھگرہ بازار جانا ہے، بھائی عبدالمجید بریلوی [پورنیہ] کی لڑکی کی شادی ہے۔

[نوٹ: یہ خط پوسٹ کارڈ میں ہے اور اسے کسی نے آپ کے نام بریلی شریف سے بذریعہ ڈاک بھیجا تھا، سیل مہر تو ہے مگر اس مقام پر اور پتہ کے مقام پر پتلی سیاہی گرنے کے سبب سے صاف پڑھا نہیں جا رہا ہے۔ بہر حال جہاں تک سمجھ آیا اس سے ذوق مطالعہ کی تسکین کیجئے۔]

ھوالمعین

مورخہ ۷ رجب المرجب [مہر میں 1937 کا اندراج ہے]

از بریلی شریف

محترمی ومکرمی جناب پورنوی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مدظلہ العالی بعد بجا آوری تسلیمات فدویانہ اور کورنشات

نیازمندانہ کہ خدمت بابرکت میں عرض رساں ہوں کہ میں بفضلہٖ تعالی خیریت سے ہوں اورآپ لوگوں کی خیروعوافیت ومزاج مبارک کہ درگاہ قادر مطلق سے شب وروز نیک داعی الخیر، احوال ضروری اینکہ عرصہ مدید وزمانہ بعید سے خط جناب کے دیدار کا مشتاق تھا، کہ اچانک جناب کا مرسلہ کارڈ بتاریخ 3/ رجب المرجب کا آج بتاریخ 6/ رجب المرجب بوقت پانچ بجے دن کو پہونچا، کاشف احوال ہوا خرمن دل کو مسرت باشاد بخشا یہاں تک کہ خط ہذا کو آنکھوں سے لگایا سینہ سے چپکایا اور بوسہ بھی دیا اور ہاتھوں اور قلم کو بہت لعنت ملامت کرنے لگا کہ کہ تو کیسے خط لکھ رہا تھا جو آج قریب قریب دوماہ پر جواب آیا ہے، بعدہ مطالعہ کیا اور خط کے مضامین سے معلوم ہوا کہ میرا ارسال کردہ خط نہیں پہونچا ہے، صرف ایک خط جناب کو ملا ہے، جس کا جواب خط ہذا ہے بہرکیف جناب کی یہ تحریر تھی کہ کب تک مکان آرہے ہو، ہاں صاحب مجھ کو تو اول امسال مکان جانے کا ارادہ نہیں ہے وہ اس لئے کہ مکان جا ہی کر کیا کروں گا، کیوں کہ یہاں رہنے سے دو ایک کتابیں ہو جائیں گی، ونیز جناب کی یہ تحریروں کہ طلباء مدرسہ ھذا اسلام عرض کرتے ہیں، غالباً حافظ ابراہیم خط آپ کو لکھے ہوں گے، ماحصل اس کے خط سے ظاہر ہوگا، جناب یہ الفاظ تو میری سمجھ میں بھی نہیں آیا کہ کیا ماحصل ان کے خط سے

ظاہر ہوگا، کیوں کہ میں ابراھیم کا کوئی ایک خط بھی ظہور میں نہیں آیا، کہ وہ کہاں اور کس دنیا میں رہتے ہیں، لہذا آپ سے پردرد گزارش ہے کہ اس کی خبر جو آپ نے تحریر کی ہے کہ ماحصل ان کے خط سے ظاہر ہوگا، اس کو خلاصہ کر کے تحریر کریں۔

میری جانب سے یغما اعلم عالم کو ہزار ہزار سلام عرض کردیں اور ماموں بعد امیر علی کے وہاں کے حضرات اندر باہر اور میرے اساتذہ وطلبا مدرسہ ہذا کو سلام عرض کردیں۔

❑❑❑

نوٹ: ایک خط خود ان کے خسر کے نام بھی ملتا ہے، اسے بھی نقل کردیا گیا ملاحظہ کیجئے۔

ھوالرشید المعین

بگرامی خدمت شریف جناب قبلہ وکعبہ شیخ محمد سدھو صاحب مدظلہ العالی

بعد اول آداب مراسم سلیم فدوی بفضلہ تعالی علی الدوام وبجاہ سید المرسلین خاتم الانبیا حضرت والا تبار سرکار دو عالم نور مجسم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بخیریت وبآرام عیش زندگی ہوں، خیر آپ حضرات جمیع خرد وکلاں بدرگاہ معبود مطلق حضرت جلت وعظمت جل شانہ ورفعت احسانہ کہ سوم نیک مطلوب وافر حال یہ ہے کہ فقیر حسب حکم بریلی شریف پہونچتے ہی اپنی خیریت وعافیت نظم اکل وشرب سے مطلع کیا تھا، غالب گمان ہے کہ

حاضر خدمت ہو کر شرفیابی کا موقع مجھ عاصی کو ملنے میں شک نہ ہوگا اور نظر کرم سے عریضہ ھذا اشرف وکرم سے مسرت وانبساط تامہ و سرو جاودانی سے مالا مال ہوگا، معلوم نہیں جواب سے شرف یابی کیوں نہ ہوسکا اس کی وجہ سے از حد پریشانی والم دامن گیر ہے، امید قوی واثق ہے کہ مجھ غریب کی جانب توجیہ کریمانہ مبذول فرمائیں گے، اور اپنی جملہ خیریت وعافیت مزاج عالی سے ضرور مسرت ومقرون مخطوطیت فرمائیں گے، جو عریضہ میں نے اس سے ما سابق حاضر کیا تھا شاید اس سے کوئی ملال وناگوار معلوم ہوا ہوگا مگر اس کی اصلیت شریعت مطہرہ سے ثابت ومنضبط ہے ان احکام کو مخفی میں پڑھ ڈالنا نہایت مضر ونقص ہے لہذا اظہار معلن کر چکا تھا، خیر کوئی تکلیف دہ ہو تو معاف فرمائیں۔ تارا باڑی سے کوئی وارفتگی تو نہیں ہے والد صاحب یا بھائی صاحب بعد شادی تشریف لا رہے ہیں یا نہیں اگر نہیں آئے ہیں تو باعث کیا ہے، اس اسرار مخفی سے ضرور مطلع کریں، زیادہ شکریہ عنایت ہوگی، میں مکان سے آتے ہی گھر خط لکھا ہوں۔

فقط

❑❑❑

بسمہ تعالیٰ

برخوردار مد عمرہ

بعد دعا خیر معلوم ہو کہ بفضلہ تعالیٰ ہم لوگ سب کوئی اچھے ہیں قاسم سلمہ بھی اچھا ہو گیا ہے، اب تو صرف نقاہت بھی باقی نہیں ہے، ابھی بھی اچھا ہی ہوگا، تمہاری گھبراہٹ پر افسوس ہوا، ایسی بے استقلالی اور کمزور طبیعت کے ساتھ تم اپنے لئے انیک کی بہتری کا کیا انتظام کروگے۔ مرد مومن کو مشیت پر بھروسہ کرنا پڑتا ہے، اور اس کے مرضیات پر راضی رہنا ہی ہوتا ہے، تم جب چاہو مکان آسکتے ہو اور جو کام چاہو کر سکتے ہو مگر میری خواہش یہی ہے کہ تم درسیات کی کتابیں ختم کر کے اس پر عمل کرتے تو دین ودنیا میں عزت وآبرو کے ساتھ رہتے، یہ تو میری خواہش ہے، مگر میں نہیں جانتا کہ یہ پوری ہو کے رہے گی یا کیا ہوگا۔ تم تو وہی کروگے جس کی توفیق تم کو ہوگی۔

اب تو صداقت وحقانیت پر دن بہ دن ایسے کریہہ حجابات پڑے جاتے ہیں، جو اپنے طالب کو اپنی طرف سے متوجہ کردے۔ پھر اگر کوئی مائل رہنا ہی چاہتا ہے تو اس کے لئے صبر وتحمل اور سختی برداشت کرنے کے سوا چارہ کیا ہے۔ ہاں اگر دوسرا مقصد ہو اور اس کی راہ پر چلنا چاہے تو ہر ہر قدم پر آسانیاں بہم پہنچتی ہیں اور سہولتیں حاصل ہوتی ہیں۔ مگر انسان حقانیت کو

کیوں کر چھوڑے اور عدم حقانیت کی طرف کیوں کر مائل ہو، جب کہ قبر وحشر کا زاد راہ اوران کی سہولتیں ۔یہی حقانیت ہے۔اللہ تعالی آپ کو حقانیت پر ثابت قدم رہنے کی توفیق دے اوراس کی تحصیل کے لئے صبر وضبط۔

نوٹ: دوسری جانب بھی کچھ لکھا ہوا ہے جو محو ہو گیا ہے،البتہ پتہ کی جگہ پر الفاظ سلامت ہیں۔اس خط میں دومہریں ہیں،ایک پورنیہ کی دوسری بریلی شریف کی،تاریخ پڑھی نہیں گئی،جہاں تک اندازہ ہوتا ہے کہ خط کو لکھتے وقت آپ گھر پر تھے،اورجس کے لئے اس خط کو لکھا گیا تھا،وہ مولوی محمد یعقوب صاحب تھے،یہ کون تھے معلوم نہیں ہوسکا مگر یہ خط مفتی اعظم پاکستان علامہ سردار احمد خان کے توسل سے مولوی محمد یعقوب کے مطالعہ کے لئے بھیجا گیا تھا۔ اور مدرسہ ومسجد بی بی جی مرحومہ بہاری پور بریلی کے پتہ پر ہے۔

ان کے علاوہ کچھ فارسی زبان وبیان میں بھی مکتوب ہیں،اور کہیں کہیں کتابوں میں جو حاشیہ آرائی کی ہے،تصویر میں زیادہ صاف نہ ہونے کی وجہ سے مکمل پڑھا نہیں جارہا ہے،ان سب کا عکس نادرات کے باب میں ملاحظہ کرسکتے ہیں۔

عصری زبانوں پر مہارت:

مکتوبات اوردیگر قلمی آثار کو دیکھنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ عربی وفارسی زبانوں کے عالم تو تھے ہی،اس زمانے میں علاقائی طور پر انگریزی اورٹھیٹ ہندی کی بجائے''کیتھی ہندی''،لکھی پڑھی جاتی تھی،خاص کر کے دفتری زبان کیتھی ہندی ہی

تھی،اس زبان کو پڑھنے کا موقع فقیر راقم کو بھی ملا ہے،اسی لئے یہ کہتا ہوں کہ اس میں ہندی کم اور فارسی کا اثر تہائی حصہ تھا۔حضرت شریف ملت کی ایک تحریر کیتھی ہندی میں بھی ملی ہے،غرض آپ کو نہ صرف عربی اردو ہندی اورانگریزی آتی تھی،بلکہ کیتھی ہندی بھی جانتے تھے اوراس میں بڑی مہارت سے خوش نویسی بھی کرتے تھے۔

ارشاد وتبلیغ:

اسلام کا نظام''ارشاد وتبلیغ''ہی وہ شعبہ ہے جس کی بدولت اسلام کی روشنی نہ صرف دور دور تک پہنچیں بلکہ دنیا کا گوشہ گوشہ منور ومجلی ہوا،ہر زمانے میں اس شعبہ کی اہمیت برقرار رہی ہے،کیوں کہ یہی ایک واحد ذریعہ ہے جس کی وجہ سے قوم مسلم کو''خیر امت''ہونے کا تمغہ ملا ہوا ہے،اسے ترک کرنے کا مطلب اس منصب جلیلہ سے عہدہ برآں ہونا ہے۔

اس مقام پر ایک تاریخی اور مذہبی حقیقت سے بھی پردہ اٹھاتا چلوں کہ یہ شعبہ کسی ایک امر پر مشتمل نہیں ہے،بلکہ اپنے جلوں میں بہت سے شعبے رکھتے ہیں،جن میں سے بعض کی حیثیت محدود بھی ہیں اور آفاقی بھی،مثلاً پیری مریدی کا سلسلہ بہت محدود ہے جو صرف خوش عقیدہ مسلمانوں کے درمیان مقبول ہیں،لیکن ارشاد وتبلیغ ایک وسیع اور آفاقی مفہوم ہے،جسے اس دور میں پیری مریدی کے شعبہ ہی میں منحصر سمجھ لیا گیا ہے،اسی لئے ارشاد ہی ارشاد ہے،تبلیغ کا کہیں نام ونشان نہیں،جب کہ ارشاد و تبلیغ کی بساط غیر مسلموں کو بھی محیط ہے۔

اس تاریخی اور مذہبی غفلت شعاری کی نشاندہی کے بعد اس امر کی جانب بھی اشارہ کرتا چلوں کہ''ارشاد وتبلیغ''کا ایک اہم اورمقدس شعبہ''وعظ ونصیحت''بھی ہے

،جن کی تاریخ بھی نہایت قدیم ہے، انبیاوسابقین سے ہوکر سید المرسلین صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّم تک یہ سلسلہ ہوتا ہوااولیائے صالحین وعلمائے مبلغین سے گزر کرہم تک آیا،اور اسلامی ارشادات کی روشنی میں دین کی تبلیغ وہدایت کا فریضہ انجام دیا،اس کا سلسلہ نہ صرف آج بھی جاری ہے بلکہ صبح قیامت تک جاری رہے گا۔

وعظ ونصیحت کا یہ مقدس سلسلہ اجتماعی طور پر جاری تھا،مگر یا تو خانقاہوں میں یامسجدوں کی منبر پر بروز جمعہ، جوامت کو کفایت کرتی رہی، پھر جیسے جیسے ان دونوں مقامات سے عامۃ المسلمین کی بے اعتنائی وبرگشتگی کا سلسلہ بڑھتا گیا،تومصلحین وقت کوضرورت محسوس ہوئی کہ اب عامۃ المسلمین کے درمیان وعظ ونصیحت کا اجتماع آراستہ کیاجائے، تاکہ انہیں دین سے قریب رکھاجائے، مصلحین کے اندر خلوص و للّٰہیت تھی کہ ان کے وعظ نصیحت میں بھر پور اثر تھا،لوگ اصلاح کا جذبہ لے کراس لے کراٹھتے تھے، بلکہ ایمان وایقان کی تازگی محسوس کرتے تھے۔

لہذا یہ اجتماعات اس وقت تک اثر دار رہیں جب تک کہ ان میں ان شیروں کی آمد نہیں ہوئی،جن کی آمد سے رن ایک طرف چرخ کہن کانپ رہاہے،جن کی آواز میں بادل کی گھن گرج،شیروں کی دھاڑ، ہاتھیوں کی کھنکھار، گلے کی رگوں میں ابھار ہوتی ہے،نصیحت آمیز جملوں میں سادگی کی بجائے تصنع وبناوٹ، انداز بیاں میں وہ غرابت، الفاظوں کی بوچھار، ڈینگیں کی بھرمار،معلوم ہوتا ہے کہ دینی محفل کے کسی مصلح کی بجائے ایک ٹھیٹر کا جوکر بول رہاہے۔

ان رن کے شیروں نے بزرگان دین کی اصلاح وتلقین کی روش ترک کی، خطابت کا مقصد جلب منفعت قرار پایا، پیشہ وری کی حکمرانی قائم ہوگئی، تواب وہ تبلیغ کا

وجود باقی رہااورنہ ہی ارشادات میں وہ اثر پذیری بچی رہی، جہاں سے ایمان کے پھول کھلیں اورمردہ دل زندہ ہو، مانا کہ مسکراہٹ صحت کے لئے کارآمد ہے،مگر یہ بھی یادرکھنا چاہئے کہ ''زیادہ ہنسی دل کومردہ کردیتی ہے'' قوم کی بچی کھچی زندہ دلی کوچٹکلوں سے اس قدر ہنساہنسا کرمردہ بنانے میں اہم کردارنبھایا جارہاہے،جس کا اثر رگ وپے میں گہرائی تک سرایت کرچکاہے، وہی انداز جلسوں اور کانفرنسوں کی کرسی سے لیکر بیشترمسجدوں کی منبرتک کے ائمہ بھی اپنائے ہوئے ہیں، یہ وہ زہر ہے جسے میں ہرگز کبھی قندنہیں کہہ سکتا۔ میری یہ تحریر گوکہ تلخ ہے مگر حقیقت کا مظہر ہے۔

اس تلخ حقیقت کے باوجود کلی طور پراس بات سے انکارنہیں کیا جاسکتا ہے کہ ان لاشوں کے سوداگروں کے بیچ مردوں کوجلانے والے نابود ہیں،نہیں بلکہ جہاں ظلم ہوگاوہاں امن کا پیامبر بھی ہوگا، جہاں سامری ہوگاوہاں موسی کا جاہ وجلال بھی ہوگا، اس دور حاضر میں بھی سادہ مزاج اسلاف کی روش خطابت پر قائم بہت سے اللہ کے بندے موجود ہیں،جنہیں آپ جلسوں اور کانفرنسوں سے ہٹ کر کسی خانقاہوں یا مسجدوں کی منبر پر ہی خال خال دیکھ سکتے ہیں۔

خیر جب تک خطابت میں سادگی اور مقصد اصلاح وتلقین رہا،اہل ایمان توایمان کی شگفتگی اوراس میں پختگی محسوس کرتے ہی تھے،مگر غیرمسلموں کوبھی متاثر کرتے رہے،انہیں بھی دولت ایمان نصیب ہوجاتی تھی،انہیں نادرالوجود بزرگوں میں سے ایک حضرت شریف ملت علیہ الرحمہ بھی گزرے ہیں،جن کا اسلوب خطابت سلف صالحین کی روش کے عین مطابق تھا، اسی لئے پراثر تھا، عامۃ المسلمین اصلاح کا جذبہ لے کراٹھتے تھے،اورغیر مسلم بھی آپ کے ہاتھوں مشرف بہ اسلام ہوئے۔

اس بابت نواسہ شریف ملت مولانا رحمت حسین شریفی راقم ہیں۔

حضور شریف ملت علیہ الرحمہ نے بھی اکابرین، بزرگان دین کے نقش قدم پر گامزن رہتے ہوئے اس اہم فریضہ کو بصد خلوص انجام دیا، اپنے زمانے کے ایسے عظیم خطیب تھے جن کی نظیر موجودہ زمانے میں بہت نادر ہے۔

آپ کی خطابت وتبلیغ کا ڈائرہ پورنیہ اوراس کے اطراف واکناف تھا، جیسے چنکی ،مہیش پتھنہ ، بھنسیہ کھاڑی ، بسول بلواٹولی ،سرسی ، کوچگڑھ، ڈھسمل ، تالباڑی ، بانسباڑی ،سملباڑی، بجرڈیہہ، موبیہ، پنڈالے، ہرنتوڑ، دسپتر،کھٹیا،مجلس پور، چولی،موہنا۔مغربی بنگال کے علاقوں میں اسلام پور، پانجی پارہ، باگڈوگرا،کونہ کمات، سلی گوڑی ، بہادر گنج ،رائے گنج، کشن گنج ،اتر دینا جپور، گنڈال ضمیرہ، دالکولہ اور بنگلہ دیش کے سرحدوں کے قرب و جوار میں آپ نے دین متین کی خدمات انجام دہی کے لئے بیشتر اسفار کیئے۔

آپ جب عوام الناس سے مخاطب ہوتے تو آپ کی گفتگو ولہجہ بالکل سادہ عام فہم اور ناصحانہ ہوتا ''**کلموا الناس علی قدر عقولھم**'' کے مصداق کلام فرماتے، جوکچھ فرماتے سنجیدگی و متانت کا دامن نہ چھوڑتے ،آپ کی نصیحتیں وخطابات نہایت ہی فصیح وبلیغ اورذہن وقلوب کوجھنجھوڑنے والی ہوتی تھی ،شگفتہ باتیں

پردۂ سماعت سے گزر کر سامعین کے قلوب میں اتر جاتیں اور لوگوں کی آنکھیں اشکبار ہوجاتیں،اورمحفل سے اصلاح حال کے جذبہ سے سرشار ہوکر اٹھتے۔

راویان بااختصاص فرماتے ہیں کہ فرسا ڈینگا گریا میں محمد مسلم کی شادی تھی، دستور کے مطابق عقد خوانی سے قبل کی رات میلاد النبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی محفل آراستہ ہوتی ہے، اس تقریب میں حضرت شریف ملت علیہ الرحمہ کی آمد ہوئی، آپ نے خطاب فرمایا تو وہاں کے لوگ بہت متاثر ہوئے، اسی مجلس میں بہت سارے لوگوں نے نماز اور ڈارھی رکھنے کا وعدہ کیا اور دیکھا بھی گیا کہ ان لوگوں نے شریف ملت علیہ الرحمہ سے کیئے ہوئے وعدہ کا ہمیشہ پاس ولحاظ کیا۔ایسی بہت سی مجالس ومحافل کی مثالیں موجود ہیں۔

اور جب اہل علم اہل دانش حضرات سے مخاطب ہوتے تو طرز تکلم جداگانہ ہوتا، دلائل وبراہین اور قوت استدلال دیکھ کر عش عش کر اٹھتے تھے، ایسا منظر میدان مناظرہ میں دیکھنے کو ملتا تھا، جب بد دینوں و بدمذہبوں کے عقائد باطلہ کی تردید کرتے تو استدلال عقلیہ ونقلیہ کا انبار لگا دیتے جس کے سبب آپ کی خطابت سے جہاں اہل علم کو روشنی ملتی وہیں قعر ضلالت میں زندگی گزارنے والے ان گنت لوگ راہ ہدایت پر گامزن ہوگئے۔

اقوال زریں:

آپ ایک کثیر المطالعہ اوروسیع النظر عالم دین تھے،آپ کے داماد صوفی ملت منشی فضل الرحمن صاحب طول اللہ عمرہ نے حضور شریف ملت کومطالعہ کرتے دیکھا توعرض کیا کہ حضور آپ اتنا کیوں پڑھتے ہیں توفرمانے لگے۔

- ’’جس طرح عورتوں کے زیور اس کے گہنے ہیں اسی طرح عالموں کا زیورکتب بینی اورکثرت مطالعہ ہے‘‘
- ’’انسان جب تک دکھ نہ جھیلے سکھ کی اہمیت جان نہیں سکتا‘‘۔
- ’’کسی کی شکایت اورکسی سے شکوہ نہ کرو،راحت نصیب ہوگی‘‘۔
- ’’کسی کے ساتھ حسد نہ کروخودبھی حسد سے بچے رہوگے‘‘۔
- ’’مشکل وقتوں میں دوست اوردشمنوں کی پہچان ہوتی ہے‘‘۔

زہدوتقویٰ کانمونہ:

آپ زہد وتقویٰ کے پیکر تھے،چھوٹی چھوٹی باتیں جن پر جلدی کسی کی نظرنہیں جاتی،آپ ان میں بھی بڑے محتاط تھے،آپ کےتقویٰ کا یہ عالم تھا کہ گوبر کے اوپلے کی آگ میں گرم کیاہوا کھانانہیں کھاتے تھے،سردی کے موسم میں اہل سیمانچل کے کچھ خاص پکوان ہوتے ہیں،جسے مادری زبان میں لوگ ’بھکا‘ ’پیٹھا‘‘ اور’’ بگیا‘‘ کہتے ہیں، انہیں لوگ بڑے شوق اور لذت سے کھاتے ہیں،پہلے دن توپانی میں ابال لیتے ہیں،وہ تازہ تازہ ہوتا ہے،مگر جب باسی ہوجائے تواسے صبح گوبرکے اوپلے جلاکراس کی آگ میں رکھ دیتے ہیں،جس سے یہ پکوان گرم

ہوجاتا ہےمگر ساتھ ہی راکھ میں لتھڑ جاتا ہے،اسی لئے حضرت شریف ملت علیہ الرحمہ گوبرکی آگ میں ڈال کرگرم کیاہوا بگیااور پیٹھاوغیرہ نہیں کھاتے تھے بلکہ توے میں پکا کر کھاتے تھے۔کیونکہ اوپلے اگرچہ جل کرراکھ ہوجاتے ہیں مگر ہے تو بالآخرنجس چیزکی راکھ،اس کی راکھ بھی منہ میں آجائے،یہ بھی گوارہ نہیں۔

اصلاح معاشرہ:

ایک مرتبہ حضور شریف ملت کوکھٹیہ بستی والوں نے کسی شادی میں نکاح پڑھانے کیلئے مدعوکیا تھا جب آپ بائسی بازار پہونچے تومعلوم ہوا کہ بارات ڈھول باجے کےساتھ آرہی ہے،جیسے ہی آپ کومعلوم ہواتوآپ جلال میں آگئے اور بائسی میں ہی رک گئے،کھٹیہ والوں سے فرمایا کہ اگر مجھ سے نکاح پڑھوانا چاہتے ہوتو ڈھول باجے کوروکنا ہوگا ورنہ میں نکاح نہیں پڑھاؤں گا،لوگوں نے توبہ کیااورآپ سے معافی مانگی تب آپ نے نکاح پڑھایا۔

گھڑسواری:

آج کے اس ترقی یافتہ دور میں جب بس اورٹرین کی سہولیات موجودہیں، اس کے باوجود قدیم زمانے کی سواری یعنی گھوڑے پرسواری کرنا عجب محسوس ہوتاہے،لیکن اہل عشق ومحبت اسے سنت سمجھ کرکرتے رہے ہیں۔

جیسا کہ حضرت شریف ملت علیہ الرحمہ بھی انہیں سنتوں سے محبت کرنے والوں میں سے ایک تھے،اور چھوٹی چھوٹی سنتوں کے پابند تھے،یہ تومشہور ہے کہ

رسول اکرم صَلَّی اللہ عَلَیۡہِ وَسَلَّم گھوڑے پر سواری فرماتے تھے،تو آپ نے بھی اسی سنت کو زندہ رکھنے کے لئے گھوڑے پر سواری کی، دور دراز کے سفر میں بس اور ٹرین سے سواری کر کے سفر کرتے تھے،مگر اپنے اطراف کی بستیوں میں آپ کی سواری بائسکل یا موٹر سائکل نہیں ہوتی تھی، بلکہ گھوڑ سواری ہوتی تھی۔

خدمت خلق:

یوں تو خدمت خلق کے بہت سے ذرائع ہیں، جو کہ ہر انسان اپنے اپنے ظرف اور طور کے مطابق انجام دیتے رہتے ہیں،مگر ایک عالم دین خدا رسیدہ بزرگ کا ظرف ہر ایک سے اعلی اور الگ ہی ہوتا ہے، کیونکہ وہ کسی ایک میدان کے مرد نہیں ہوتے بلکہ ہر میدان ان کا ہوتا ہے اور فاتح بھی وہی ہوتے ہیں، مادی اعتبار سے ہو یا روحانی اعتبار سے،حضرت شریف ملت علیہ الرحمہ جہاں پر ایک پیر طریقت تھے، لوگوں کو خدا رسیدہ بنانے والے ولی گر تھے، وہیں پر امت کے مسائل ومشکلات کو حل کرنے والے ایک مفتی دین بھی تھے،اس کے علاوہ عام مسلمانوں پر دوسری کمینہ مخلوق جن وشیاطین کے اثرات دفاع کرنے والے روحانی عامل بھی تھے، فی سبیل اللہ نقوش وتعویذات دم وجھاڑ پھونک میں اللہ تعالی نے آپ کی زبان میں وہ تاثیر دی تھی، کہ بڑے بڑے عفریت بھی دفع ہوجاتے تھے،اسی لئے خلق خدا کا آپ کے پاس تانتا بنا رہتا تھا۔اور کیوں نہ ہو کہ اس کی اجازت آپ کو وقت کے ولی کامل مجدد ابن مجدد مفتی اعظم وعالم نے دی تھی۔

تاریخ وصال:

بالآخر دنیا وجہان میں اپنی کامیابی وکامرانی کے جھنڈے گاڑ کر سفر آخرت کے لئے روانہ ہو گئے، دیدار رسول خدا صَلَّی اللہ عَلَیۡہِ وَسَلَّم کا جذبہ لے کر خوش وخرم آنکھیں بند کر لیں،مگر ایک جہان کو سوگوار لرزیدہ وترسیدہ کر گئے۔

قبر میں لہرائیں گے تا حشر چشمے نور کے
جلوہ فرما ہوگی جب طلعت رسول اللہ کی

حضور شریف ملت علامہ محمد شریف رشیدی نوری رحمۃ اللہ علیہ کا وصال 13 ذی الحجہ 1399 ہجری کو ہوا۔نماز جنازہ شیخ الاسلام والمسلمین زعیم العلماء علامہ غلام یاسین رشیدی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے پڑھائی اور تار اباڑی اپنی نجی زمین میں مدفون ہوئے۔ ہر سال 13 ذی الحجہ کو عرس منایا جاتا ہے۔

ابر رحمت ان کی مرقد پہ گہر باری کرے
حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

❑❑❑

شریف ملت علمائے ربانیین کی نظر میں

علامہ غلام یاسین رشیدی اور شریف ملت کی وفات

جس وقت شریف ملت کا وصال ہوا اس وقت شیخ الاسلام والمسلمین زعیم العلماء حضرت علامہ غلام یاسین رشیدی رحمۃ اللہ علیہ تارا باڑی سے خانقاہِ رشیدیہ چمنی بازار شریف جانے کے لئے گھر سے روانہ ہوئے، جب کنکئی ندی کے کنارے پر پہونچے، ندی پار کرنے کے لئے کشتی پر سوار ہونے لگے، چونکہ اب تک ندی پر پل نہیں بن پایا ہے، اسی لئے کشتی سے پار ہونے کا سلسلہ آج بھی جاری ہے، آپ نے ایک پیر کشتی پر رکھا اور دوسرا پیر رکھنے کی بجائے قدم پیچھے ہٹا لئے اور واپس تارا باڑی جانے کے لئے مڑ گئے، لوگوں نے پوچھا کہ حضور آپ اس پار نہیں جائیں گے، آپ نے جھکیں ہوئی پلکیں اوپر اٹھائی، تو لوگوں نے دیکھا کہ آنکھیں اشک بار ہیں اور چہرہ غمگین، رونے کا سبب دریافت کیا، آپ نے فرمایا کہ ابھی ابھی مولانا شریف صاحب کا انتقال ہو گیا ہے۔

یہ آپ کی نگاہِ ولایت کا کمال تھا کہ علامہ غلام یاسین رشیدی رحمۃ اللہ علیہ پر حضور شریف ملت کے انتقال کا حال منکشف ہو گیا، وہیں پر شریف ملت کا مرتبہ بھی ظاہر ہو گیا کہ ''ولی را ولی می شناسد'' یعنی ولی کو ولی ہی پہچانتے ہیں۔

شریف ملت: مجمع البحرین کی نظر میں

نواسۂ شریف ملت حضرت مولانا رحمت حسین شریفی نے اپنے بھائی کا مشاہدہ رقم فرمایا ہے، جس سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت مجمع البحرین رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہ میں حضرت شریف ملت کا مقام کیا تھا، اس واقعہ سے اندازہ کر سکتے ہیں کہ حضرت شریف ملت سے نسبت رکھنے والوں کا بھی آپ کس طرح احترام فرماتے تھے، تحریر کرتے ہیں۔

> ایک دفعہ عزیزم مولانا حافظ و قاری الحاج ریحان رضا شریفی کسی کام سے تاراباڑی گئے تھے، وہیں پر حافظ و قاری نور عالم سے ملاقات ہوئی، دوران گفتگو کہا کہ مجمع البحرین حضرت مفتی عبید الرحمن [علیہ الرحمہ] سے مرید ہو جاؤ۔؟ کیونکہ تمہارے نانا شریف ملت علیہ الرحمہ بھی سلسلہ رشیدیہ سے بیعت تھے کم از کم ایک نواسہ تو نانا کے سلسلہ سے وابستہ ہو جاتا، عزیزم محمد ریحان رضا شریفی نے اس بات کا ذکر اپنے گھر والوں سے کیا تو گھر والوں نے کہا کہ ٹھیک ہے مجمع البحرین سے مرید ہو جاؤ اتنے میں خبر موصول ہوئی کہ بائسی علاقے کے گڑھیال گاؤں میں مجمع البحرین تشریف لے آئے ہیں جب وہاں پہنچے تو معلوم ہوا کہ یہاں سے سوریگاؤں تشریف لے گئے ہیں پھر سوریگاؤں کیلئے روانہ ہوئے یہ بات 2018 کی ہے وہاں پہنچنے کے بعد پتہ چلا کہ مجمع البحرین ماسٹر الحاج محمد عباس صاحب کے گھر قیام پذیر

> ہیں وہاں پر مجمع البحرین سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا، آنے کا مقصد بتایا اور کہا کہ میں شریف ملت علیہ الرحمہ کا نواسہ ہوں تو اس بات پر مجمع البحرین کھڑے ہو کر گلے سے لگایا بہت دعائیں دیں سر پر دست شفقت رکھا پھر بیٹھے آپس میں کچھ گفتگو ہوئی اسی اثناء میں شریف ملت علیہ الرحمہ کا تذکرہ ہوا تو مجمع البحرین نے فرمایا۔
>
> واقعی تمھارے نانا شریف ملت علیہ الرحمہ اپنے زمانے کے ولی کامل صوفئ باصفا تھے صوفیانہ مزاج کے حامل شخص تھے چہرے میں نورانیت، دل میں خشیت الٰہی اور اعدائے اسلام کی نفرت آپ کے وجود سراپا سے ہر ساعت محسوس کی جاسکتی تھی آپ کا علم و عمل بات چیت رہن سہن عام انسانوں جیسا تھا آپ کی عظمت و رفعت، نوری و رشیدی تیور اور بے تکلفانہ زندگی کا ہر فرد قائل تھا انتہائی متواضع منکسر المزاج تھے، طبیعت میں حدت کے باوجود اصاغر نوازی اور شفقت و محبت، الفت وانسیت میں طاق تھے یہ آپ کے وہ اوصاف ہیں کہ عام انسانوں سے لے کر علماء ذوی الاحترام تک ان کا اعتراف کرتے ہیں۔

راقم جامع المولف کتاب ھذا [محمد ساجد رضا مرتضوی] عرض پرداز ہے کہ اسی طرح کا ایک واقعہ نواسۂ شریف ملت مولانا رحمت حسین شریفی کے ساتھ بھی پیش آیا، بیان فرماتے ہیں۔

> آپ نے بھی مجمع البحرین سے کئی دفعہ سرزمین

تارا باڑی میں ملاقات کا شرف حاصل کیا تھا اور میرے ساتھ بھی بعینہ یہی واقعہ پیش آیا تھا، حضرت شریف ملت کا نام سنتے ہیں کھڑے ہوکر گلے لگایا تھا اور نانا جان سے متعلق تعریفی کلمات کے ساتھ احقر کو دعاؤں سے نوازا تھا۔

ان واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت مجمع البحرین اور شریف ملت علیھم الرحمہ کے درمیان کیسی خوش گوار تعلقات استوار تھے اور ادب واحترام کا کیسا رشتہ قائم تھا۔

❑❑❑

اقوال زریں

[۱] اپنے دل کو حسد سے پاک کرو تم سے کوئی حسد نہیں کرے گا۔

[۲] خدا کو رضوی کرلو ساری خدائی تم سے خوش ہوجائے گی۔

[۳] ایسے عالم بنو کہ تجھے مدرسہ نہ ڈھونڈنا پڑے بلکہ مدرسہ تجھے ڈھونڈے۔ از مرتضوی

کرامات شریفی

چور اندھے ہو گئے

ایک ولی سے کرامات کا ظہور ہونا کوئی ضروری نہیں ہے بلکہ تقویٰ کا ہونا ضروری ہے اللہ کے ولیوں پر اللہ کا خاص کرم ہوتا ہے اسی لئے اللہ کے ولیوں سے کرامتیں ظاہر ہو جاتی ہیں۔حضور شریف ملت سے بھی کئی کرامتیں ظاہر ہوئی ہیں۔ لیکن یہاں صرف دو کرامتوں کا ذکر کیا جاتا ہے۔

[1] حضور شریف ملت رشیدی کی چھوٹی صاحبزادی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ رات کے وقت گھر پر سب سو رہے تھے اور میں بھی سو رہی تھی کہ کئی چور چوری کرنے کی غرض سے ہمارے گھر پر آئے اور چوروں کی آواز سے میری آنکھ کھل گئی اتنے میں ایک چور آنگن میں داخل ہوا اور جوں ہی اس نے آنگن میں قدم رکھا اس کی آنکھوں سے روشنی سلب ہو گئی دوسرا چور آنگن میں قدم رکھا اس کی بھی آنکھوں کی روشنی غائب ہو گئی اور وہ چلانے لگے، تیسرا چور جو سب سے پیچھے تھا کہنے لگا تم لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کیوں چلا رہے ہو ان لوگوں نے کہا ہمیں کچھ دکھائی نہیں دیتا، ہماری آنکھیں اندھی ہو گئی ہیں، تب تیسرے چور نے کہا ارے بھائی ہم لوگوں سے بہت بڑی غلطی ہو گئی ہے، جانتے ہو یہ گھر کس کا ہے۔؟ مولانا شریف صاحب کا گھر ہے جلدی سے بھاگو ورنہ ہم سب برباد ہو جائیں گے۔

مزار شریف میں نور کی قندیل

برسوں پہلے کی بات ہے کہ حضور شریف ملت کے بھائی تجمل حسین جو حضور شریف الحق کے مزار شریف میں روشنی کے لئے موم بتی جلایا کرتے تھے کیوں کہ اس وقت بجلی صرف شہروں میں فراہم ہوا کرتی تھی اور حضور شریف ملت کا مزار ایک دیہی بستی ''تاراباڑی'' میں ندی کے کنارے پر واقع ہے اور وہاں تک بجلی کی رسائی نہیں تھی، اسی لئے موم بتی جلانا پڑتا تھا۔

ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ حضور شریف ملت کے بھائی تجمل حسین کو کہیں باہر کسی کام سے جانا پڑا، تجمل حسین کے باہر جانے کے بعد کئی دنوں تک حضور شریف ملت کے مزار پر موم بتی کسی نے نہیں جلائی تو ایک شب حضور شریف ملت نے تجمل حسین صاحب کے خواب میں آکر کہا۔

''تجمل تم میرے مزار کو اندھیرے میں رکھ کر کہاں گھوم رہے ہو ٹھیک ہے اگر تم اِدھر اُدھر گھوم رہے ہو تو میری قبر میں نورِ علیٰ نور سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ سے روشنی آئے گی''

اس کے بعد کچھ دنوں تک رات کو حضور شریف ملت کے مزار شریف کے چاروں گوشوں سے چار قسم کی روشنی ظاہر ہو رہی تھی، جس کا سرا آسمان تک پہنچا ہوا تھا، اس واقعہ کو پہلے ایک شخص نے دیکھا، جس کا نام ظہیر تھا پھر اس نے گاؤں کے چار پانچ آدمی کو بیدار کر کے دکھایا۔

❑❑❑

عرس سراپا قدس

عرس شریفی کی بہار

پینتالیسواں عرس شریفی کے موقع پر ایک اشتہار فیس بک میں شائع کیا تھا، اسے یہاں پر پیش کیا جاتا ہے۔

45واں عرس حضور شریف ملت

(عرس شریفی)

برادران ملت اسلامیہ و ہمدردان قوم وملت

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بے حد خوشی وشادمانی کے ساتھ یہ اطلاع دی جارہی ہے کہ ہر سال کی طرح امسال بھی نافع الخلق حجۃ الخلف استاذ العلماء عالم باعمل ولی برحق صوفی باصفا محافظ سنیت قاطع شرک و بدعت مناظر اہل سنت صاحب کشف و کرامت مخزن علوم شریعت ومعرفت زبدۃ العارفین حضور شریف ملت حضرت علامہ ومولانا مفتی الشاہ محمد شریف الحق شاہدی علیمی رشیدی قدس سرہ العزیز کا سالانہ عرس مبارک نہایت ہی نفیس انداز میں آستانہ عالیہ درگاہ شریف سرزمین تاراباڑی بائسی پورنیہ بہار میں منعقد کیا جا رہا ہے۔

☆بتاریخ 13 ذی الحجہ 1444 ہجری بمطابق

2 جولائی 2023 عیسوی بروز اتوار☆

جس میں ملک وملت کے معروف ومشہور شخصیات تشریف لا رہے ہیں۔

☆زیر صدارت☆

داماد حضور شریف ملت محمد فضل الرحمٰن قادری صاحب

☆اسمائے خطباء☆

مقرر خصوصی:

مفکر قوم وملت خطیب اہلسنت ماہر علم وفن ترجمان اعلی حضرت حضرت علامہ ومولانا مفتی محمد ظہور عالم صاحب قبلہ کشن گنج بہار۔

مقرر خصوصی:

خطیب ذیشان فاضل نوجوان حضرت علامہ ومولانا محمد مجسم فانی رشیدی صاحب قبلہ کیرل۔

مہمان خصوصی:

تلمیذ حضور شریف ملت محبوب العلماء حضرت علامہ ومولانا محمد فائق عالم اشرفی صاحب قبلہ پورنیہ بہار۔

☆اسمائے شعراء☆

بلبل باغ مدینہ حضرت حافظ محمد اسد رشیدی وحضرت علامہ ومولانا محمد مناف صاحب

مداح خیر الانام حضرت حافظ محمد ناصر رضا رشیدی صاحب

شہنشاہ ترنم جناب محمد اسرار احمد رشیدی صاحب

☆زیر نقابت☆

نقیب اہلسنت نواسہ حضور شریف ملت حضرت علامہ ومولانا محمد صادق ہمدم شریفی صاحب۔

بحسب پروگرام *بعد نماز فجر قرآن خوانی کی محفل ہوگی بعدہ نعت ومنقبت و

خطابت کی بزم آرائی ہوگی 11 بجکر 30 تک سرکارٹولی جامع مسجد میں اس کے بعد 12 بجے آستانہ عالیہ درگاہ شریف میں رداپوشی وقل شریف اور تبرک تقسیم ہوگا۔

لہٰذا اطراف واکناف کے جمیع علمائے کرام، شعراء اسلام، اساتذہ، تلامذہ جملہ مریدین متوسلین معتقدین متعلقین احباء واقرباء سے مئودبانہ مخلصانہ اپیل کی جاتی ہے کہ اس تحریر کو ہی دعوت نامہ سمجھیں اور عرس کے پروگرام میں شرکت فرما کر صاحب عرس کے فیوض وبرکات کے ساتھ ساتھ ثواب دارین حاصل کریں۔

☆منتظمین کار☆

جملہ نبیرہ، حضور شریف ملت

☆زیر نگرانی☆

جملہ باشندگان تارا باڑی

☆التحریر [المعلن]☆

خاکپائے حضور شریف ملت محمد رحمت حسین شریفی رضوی

❑❑❑

لنگر کی تقسیم

حضور شریف ملت علامہ محمد شریف رشیدی نوری رحمتہ اللہ علیہ کا وصال 13 ذی الحجہ 1399 ہجری کو ہوا۔ اسی مناسبت سے ہر سال 13 ذی الحجہ کو بڑے تزک واحتشام سے عرس منایا جاتا ہے، جس میں لنگر کا بھی اہتمام ہوتا ہے۔

شریفی چیریٹیبل

حضور شریف ملت علامہ محمد شریف رشیدی نوری رحمتہ اللہ علیہ ایک بافیض بزرگ عالم دین پیر طریقت ولی کامل گزرے ہیں، کوئی نرینہ اولاد نہیں ہوئیں، مگر نواسوں کی خاصی تعداد ہوئی، ابتداً آپ کا عرس منانے کا انتظام واہتمام اہل خاندان، مریدین اور اہل عقیدت ہمیشہ سے کرتے آئے ہیں، یہاں تک کہ اب نبیرہ گان دینی تعلیم وتربیت سے لیس ہوکر اس کی باگڈور سنبھال چکے ہیں، اور آپ کی یادگار کے لئے طرح طرح کی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ انہیں میں سے ایک ''شریف ملت ویلفیر سوسائٹی کا قیام'' بھی ہے۔

شریف ملت ویلفیر سوسائٹی کا قیام

نبیران شریف ملت دینی ومذہبی خدمات کے لئے ملک کے مختلف صوبہ جات میں مقیم ہیں اور ان کی ایک بڑی تعداد روشنی کے شہر ممبئی عظمی میں بھی اقامت گزیں ہوکر قومی ودینی اور مذہبی خدمات انجام دے رہے ہیں، اپنے نانا جان کی یادگار میں فلاحی وسماجی کارناموں میں پہلے بھی سرگرم عمل رہے ہیں، مگر کوئی پلیٹ فارم نہیں تھا،

چونکہ نانا بھی ایک سخی بزرگ گزرے ہیں، جن کی خصوصیات بھی نواسوں کے خون میں کہیں نہ کہیں شامل ہوتی ہی ہیں، اور اس جذبہ سخاوت کا اظہار نبیرہ شریف ملت مولانا محمد رضا شریفی صاحب کی اس تحریر سے ہوتی ہے جناب لکھتے ہیں۔

> جب حضور شریف ملت کے نواسوں نے اپنے نانا کی زندگی کا مطالعہ کیا تو معلوم ہوا کہ ہمارے نانا جان تو انسان نوازی اور سخاوت کے دھنی تھے۔ تو پھر کیوں نہ نانا جان ہی کے مشن کو آگے بڑھایا جائے۔

لہذا 2017ء میں نبیران شریف ملت نے نبیرۂ شریف ملت صوفی باصفا حضرت علامہ مولانا محمد رحمت حسین شریفی کی فرمائش پر ان فلاحی وسماجی خدمات کے لئے ایک پلیٹ فارم [تنظیم] قائم کیا اور اس کا نام اپنے نانا کے نام سے ''شریف ملت ویلفر سوسائٹی'' تجویز کیا۔

اس تنظیم کے اولیں مقاصد میں سے یہ ہے کہ اس سوسائٹی میں لوگوں کو زیادہ سے زیادہ تعداد میں جوڑا جائے اور جو کام نبیران شریف ملت اپنے نانا کے نام سے انفرادی طور پر کرتے تھے، آئندہ ان سماجی وفلاحی، قومی وملی اور مذہبی کاموں کو اسی تنظیم کے تحت کیا جائے، اس طرح حضرت شریف ملت کا مشن جذبہ خیرخواہی کو آگے بڑھانے میں آسانی ہوگی۔

شریف ملت ویلفیئر سوسائٹی کی سرگرمیاں

اس تنظیم کا قیام عمل میں آنے کے بعد ہی سے اس کے منتظمین عملی میدان میں اتر گئے تھے، ظاہر ہے کہ کسی بھی تنظیم کی حیات اور ارتقاء اسی وقت ممکن ہے جب

اس کے ارکان متحرک وفعال ہوں، ان کا جمود وتعطل خیزی تنظیم کی موت ہے، لہذا تنظیم کی ترقی کے لئے اس کے اراکین نے ہمیشہ بڑھ چڑھ کر سماجی اور فلاحی کاموں میں حصہ لیا، جن کی کچھ جھلکیاں ذوق مطالعہ کی نذر کیا جاتا ہے۔

سیلاب زدگان کی دستگیری:

لہذا جذبہ وحب خیر خواہی میں سب سے پہلے اس تنظیم نے اس وقت قدم آگے بڑھایا، جب سنہ 2017ء میں سیمانچل سمیت مشرقی بہار اور مغربی بنگال میں طوفان بادوباراں نے انسانی زندگی میں جم کر تباہی مچائی تھی، یہ سیلاب کہا جاتا ہے کہ 1987ء کی عظیم سیلاب بدخواب کا بھی رکارڈ توڑ دیا تھا، انسانی ہلاکتوں کے ساتھ مالی نقصانات نے کمر توڑ دی تھی، لوگ گھر سے بے گھر ہو گئے تھے، فصلیں تباہ ہو گئی تھیں، لوگ دانے دانے کو محتاج ہو رہے تھے، ایسی مصیبت کے عالم میں جہاں بہت سی تنظیمیں اور اہل خیر حضرات آگے آئے، اور متاثرین کی دست گیری کیں، وہیں یہ نئی تنظیم بھی گھٹنوں پر چل کر اپنی وسعت بھر دست تعاون دراز کرنے کی کوشش فرمائی، مولانا محمد رضا شریفی رقم طراز ہیں۔

> جب دو ہزار سترہ 2017ء میں سیمانچل میں سیلاب نے خوب تباہی مچائی۔ کئی ہزار افراد بے گھر ہو گئے، بستیاں اجڑ گئیں، کھیتیاں برد باد ہو گئیں تو اس مصیبت کی گھڑی میں، میں [محمد رضا شریفی] اور دیگر نبیران شریف ملت نے چونکہ ہم لوگ ممبئی میں رہتے ہیں اور شہر ممبئی کے لوگ سخاوت کے تعلق سے جانے پہچانے جاتے ہیں۔ الغرض ہم لوگوں نے جہاں تک ہو سکا اپنے علاقے کے

> سیلاب زدگان کے لیے کوششیں کیں اور ایک خاطر خواہ رقم جمع کیا اور متاثرین تک پہونچایا۔

قربانی کے جانوروں کا انتظام

سیمانچل ایک پسماندہ علاقہ ہے، اس پر آئے دن نت نئی مصیبتیں نازل ہوتی رہتی ہیں، کبھی موسم برسات میں سیلاب بادوباراں سے فصلیں تباہ ہو جاتی ہیں تو کبھی گرمیوں میں آتش زدگی سے گاؤں کے گاؤں ویران ہو جاتے ہیں، جن کی وجہ سے یہاں کے لوگ کبھی مالی طور پر ابھر نہیں پاتے، بالخصوص جب سیلاب آتا ہے تو تمام خوش حالیاں بھی بہا لے جاتا ہے، اس کے بعد عرصہ تک تنگ دستی اور مفلسی سروں پر ناچ رہی ہوتی ہے، ایسی صورت میں خاص کر بڑی قیمت والی جانوروں کو خرید کر ان کی قربانیاں نذر گزارنا بڑے ہی دل گردے کی بات ہے۔ لوگوں کی اس حالت زار میں بھی اس تنظیم نے اپنی خدمات پیش کی ہے، اور ہر سال دس سے پندرہ جانوروں کا انتظام کر کے غریبوں میں تقسیم کر دیتے ہیں، جیسا کہ مولانا محمد رضا شریفی لکھتے ہیں۔

> سیلاب ختم ہونے کے بعد قربانی کا زمانہ تھا۔ لوگ تو پہلے ہی سے بے بسی اور مفلسی کا شکار تھے، ایسی صورت میں قربانی کیسے کر سکتے تھے، کئی لوگوں نے درخواست کی کہ قربانی کے جانوروں کا انتظام بھی ہو جائے تو عید قرباں کے موقع پر ہم لوگوں کی خوشیاں دوبالا ہو جائے لہذا تنظیم کے اراکین نے دس پندرہ قربانی کے جانور کا انتظام کر دیا جس سے لوگوں میں خوشی کی ایک لہر دوڑ گئی۔ الحمد للہ

جب سے لیکر آج تک یہ سلسلہ جاری و ساری ہے۔ اللہ قبول فرمائے۔

آتش زدگی کے متاثرین کی امداد

پورنیہ ضلع کی بستی ’’کھاری بسول‘‘ میں 2024ء کو زبردست اور بھیانک آگ زنی ہوئی، جس کی لپیٹ میں آکر پورا گاؤں راکھ کا ڈھیر بن گیا، جس کی تفصیل مولانا محمد رضا مرکزی لکھتے ہیں۔

بائسی تھانہ انچل کی بستی کھاری بسول میں زبردست آگ لگ گئی اور دیکھتے ہی دیکھتے پورا گاؤں اجڑ گیا، یہ سن کر دل کافی مضمحل ہوا اور سوچنے لگا کہ ان کے لئے کیا کیا جائے جس سے ان بے چارے متاثرین کا بھلا ہو۔ کیوں کہ سیمانچل بہت ہی پچھڑا اور غربت کا شکار علاقہ ہے، برسہا برس گزر جانے کے بعد بھی لوگ اپنا ایک پکا گھر بھی نہیں بنا پاتے ہیں۔ ایسے میں یہ سنکر تکلیف تو ہونا ہی تھا اور ایک مومن مسلمان کی پہچان ہی یہی ہے کہ جب وہ اپنے کسی بھائی کو تکلیف میں دیکھے تو اس کا دل بے قرار ہو جائے۔

بہر حال میں (محمد رضا شریفی) گھر پر ہی تھا کہ میرے برادر اصغر ڈاکٹر غریب نواز شریفی جو سماج و معاشرہ کے فلاحی کاموں میں کافی متحرک رہتے ہیں۔ نے آگ سے متاثرہ گاؤں یعنی کھاری بسول کا دورہ کیا۔ دورہ کرنے کے بعد انھوں نے جو روداد سنائی وہ برداشت سے باہر تھا۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا۔ بھائی تقریباً ڈھائی

سو گھر جلے ہیں، لھذا بڑھ چڑھ کر اس میں ہاتھ بٹایا جائے۔

میں نے کہا ٹھیک ہے ممبئی پہونچتا ہوں اور وہاں جا کر جو ہو سکے گا ہر ممکن کوشش کرتا ہوں۔ بہر حال میں عروس البلاد ممبئی پہونچا اور لوگوں کو بلایا اور ان سے مشورہ لیا لوگوں نے مفید مشورے دیئے اور کہا کہ حضرت جمعہ میں اس کا اعلان کیا جائے تو میں نے قرآن وحدیث کی روشنی میں امداد کے تعلق سے مصلیان کو سمجھایا اور بتایا کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے کیا فوائد ہیں میری تقریر سے لوگوں پر کافی اثر پڑا، فوراً مجمع میں سے ایک آدمی کھڑا ہوا اور گیارہ ہزار پیش کیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے کئی لوگ گیارہ گیارہ ہزار لیکر کھڑے ہو گئے اسی بیچ ایک آدمی بیس ہزار لیکر کھڑا ہو گیا۔ پھر آناً فاناً ایک آدمی کھڑا ہو گیا اور کہا کہ حضرت میری طرف سے پچاس ہزار روپے۔

ماشاء اللہ اس طرح اللہ کے فضل و کرم اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ و طفیل ایک اچھی خاصی رقم جمع ہو گئی۔ پھر میں خود وہ رقم لیکر وطن عزیز پہونچا گاؤں پہونچ کر والد محترم اسیر حضور مفتی اعظم ہند جناب محمد اسحاق نوری صاحب، میرے برادر عزیز ڈاکٹر غریب نواز، میرے چچازاد بھائی محمد ارشد، میرے خالہ زاد بھائی محمد رضوان گریا اور دیگر کئی لوگ ایک دفد کی شکل میں کھاری بسول پہونچے اور ایک ایک فیملی کو 3500 تین ہزار پانچ سو روپے اور

ایک ایک ہزار کا راشن، جس میں تیل، دال، آٹا، صابن، موڑھی [بھوجا] اور دیگر گھریلو لوازمات موجود تھے۔ پیش کیا۔

لوگ اس سے کافی مسرور نظر آرہے تھے اور یہی کہتے رہے کہ آپ لوگوں نے ہمارا بہت خیال رکھا اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو اس کا صلہ عطا فرمائے۔

فری میڈیکل کیمپ

کھاری بسول ہی میں لوگوں کو علاج و معالجہ کی ضرورت تھی، حضور شریف ملت علیہ الرحمہ ہی کے نام منسوب ''شریف ملت ویلفیر سوسائٹی'' کے زیر اہتمام دو دن تک پورے گاؤں والوں کے لئے فری میڈیکل کیمپ کا انتظام رکھا، جہاں ڈاکٹر غریب نواز اور ڈاکٹروں نے خدمات پیش کیں۔ جن سے بستی والوں نے خوب استفادہ کیا۔

لہذا اب جو بھی کام ہوتے ہیں شریف ملت ویلفیر سوسائٹی کے زیر اہتمام ہی ہوتے ہیں۔ اللہ تعالی اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ وطفیل ہم لوگوں کی خدمات کو قبول فرمائے۔ انشاء اللہ مستقبل میں بھی بہت سارے عزائم ہیں اللہ کامیابی سے سرفراز فرمائے۔ آمین

❑❑❑

نواسوں کی فہرست

آپ کا کوئی بیٹا تو نہیں تھا لیکن اللہ عزوجل نے آپ کو پانچ خوبصورت پری جمال صاحبزادیوں سے نوازا تھا، اگرچہ بیٹوں کے ذریعہ سلسلہ نسل منقطع ہوگیا ہے، مگر آپ کا فیض بیٹیوں کی نسل سے چلا اور خوب چلا، آپ کے نواسوں کی ایک طویل فہرست ہے، جن میں سے اکثریت علمائے دین اور حفاظ قرآن کریم ہیں، ان کے نام ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

[1] حضرت علامہ مولانا قاری محمد شاہ نواز قادری شریفی، عروس البلاد ممبئی میں رہتے ہیں جو دارالعلوم۔۔۔ میں درس وتدریس کی خدمت انجام دے رہے ہیں ساتھ ہی ساتھ ایک بہترین نعت خواں بھی ہیں۔

[2] حضرت علامہ مولانا محمد نیاز احمد شریفی عروس البلاد ممبئی میں رہ کر دین و سنیت کی خدمت کرتے ہیں۔

[3] حضرت مولانا محمد رضا شریفی عروس البلاد ممبئی میں رہتے ہیں اور قوم و ملت وسنیت کی خدمت میں لگے ہوئے ہیں۔

[4 حافظ وقاری مولانا مفتی محمد نور نواز شریفی جو دارالعلوم محبوب سبحانی کرلا ممبئی میں زیر تعلیم ہیں۔

[5] خطیب اہلسنت حضرت علامہ مولانا محمد رحمت حسین شریفی جو سرزمین نظام آباد تلنگانہ میں اپنی امامت وخطابت سے مسلک اہلسنت کی تبلیغ وتشہیر میں

مصروف عمل ہیں۔

[7] حضرت حافظ و قاری علامہ و مولانا مفتی محمد ریحان رضا شریفی جوسر زمین اتر پردیش میں طویل عرصہ تک دینی تعلیمی خدمات انجام دیئے، اوراب اپنے علاقہ سیمانچل میں رہ کر دین اسلام کی خدمت کررہے ہیں۔

[8] محمد شاکر حسین رشیدی شریفی (تاراباڑی)

[9] غلام یزدانی رشیدی شریفی (تاراباڑی)

[10] ڈاکٹر محمد غریب نواز شریفی (موبیہ)

[11] محمد شمشیر حسین شریفی (کھٹیہ)— محمد رضوان شریفی (گریا)

[12] محمد ساجد حسین شریفی (کھٹیہ)

[13] محمد ناصر حسین شریفی (تاراباڑی)

[14] محمد سنبل شریفی (تاراباڑی)

❑❑❑



منقبت درشان حضرت علامہ الشاہ حضور شریف علی رشیدی

قدس سرہ العزیز تاراباڑی

ہر ایک لب پہ ہے چرچہ شریف ملت کا
جسے بھی دیکھو ہے شیدا شریف ملت کا

جہاں پہ رحمت رب روز و شب برستی ہے
ہے ایسا واقعی روضہ شریف ملت کا

کسی بھی حال میں خالی اسے نہ لوٹایا
ہے آیا جو بھی دوارہ شریف ملت کا

ہر اک بلا میں انہی کو پکارتا ہوں میں
ہے مشکلوں میں سہارا شریف ملت کا

ولی کامل و عالم و مناظر و مفتی
ایسے اوصاف کا حامل دریا شریف ملت کا

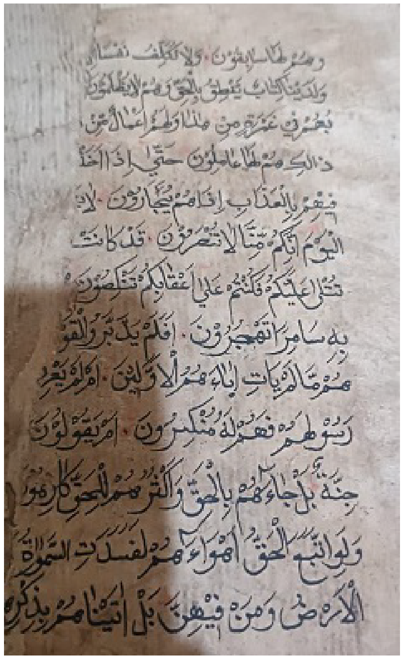
علوم احمد مختار کے تھے وہ ناشر
بیان کیسے ہو رتبہ شریف ملت کا

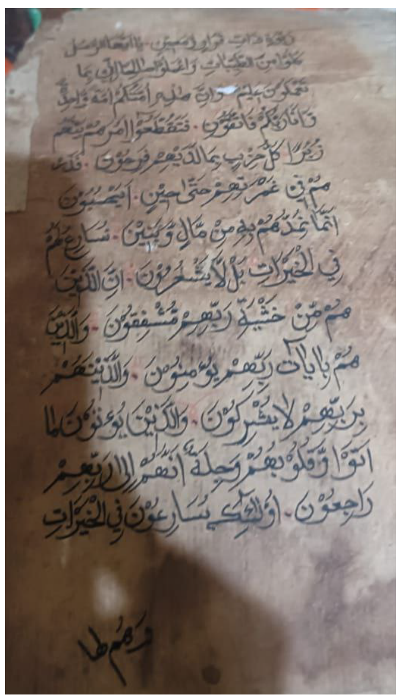
دیوانگان رشیدی نے مل کر کے ضیاء
ہے خوب روضہ سجایا شریف ملت کا

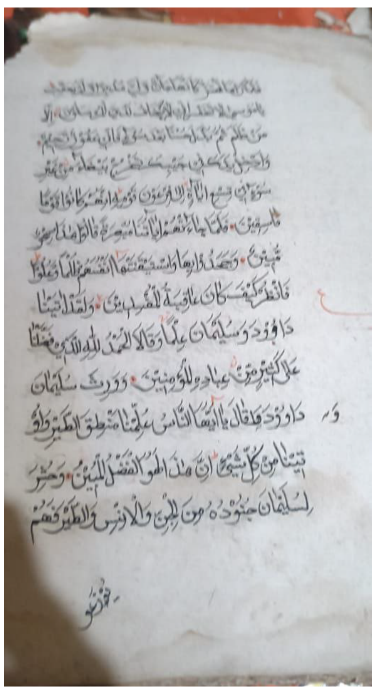
ازقلم اشرف ضیاء

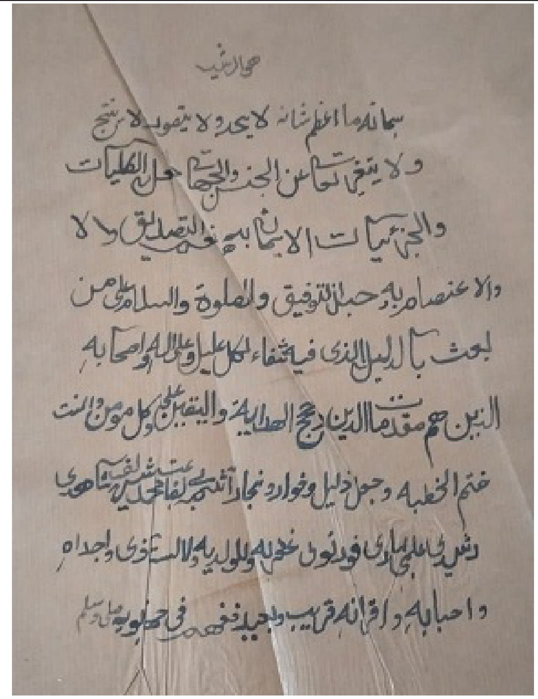
آثار ونوادرات



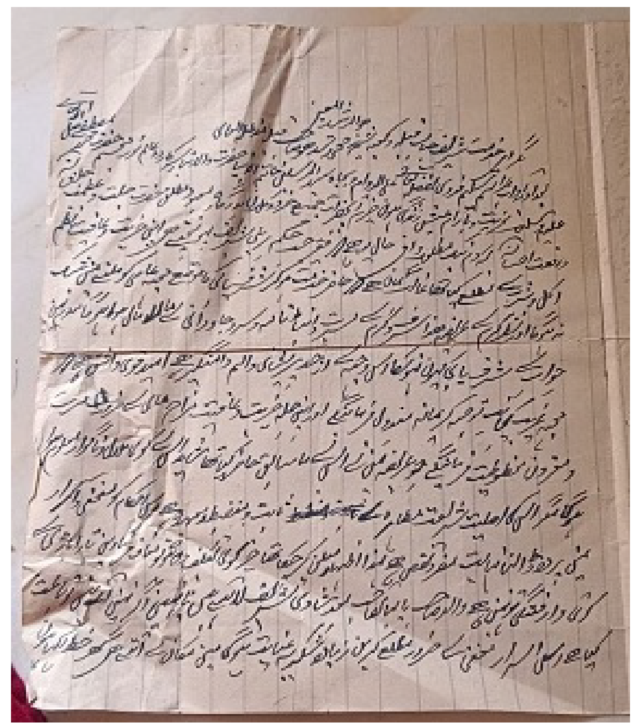


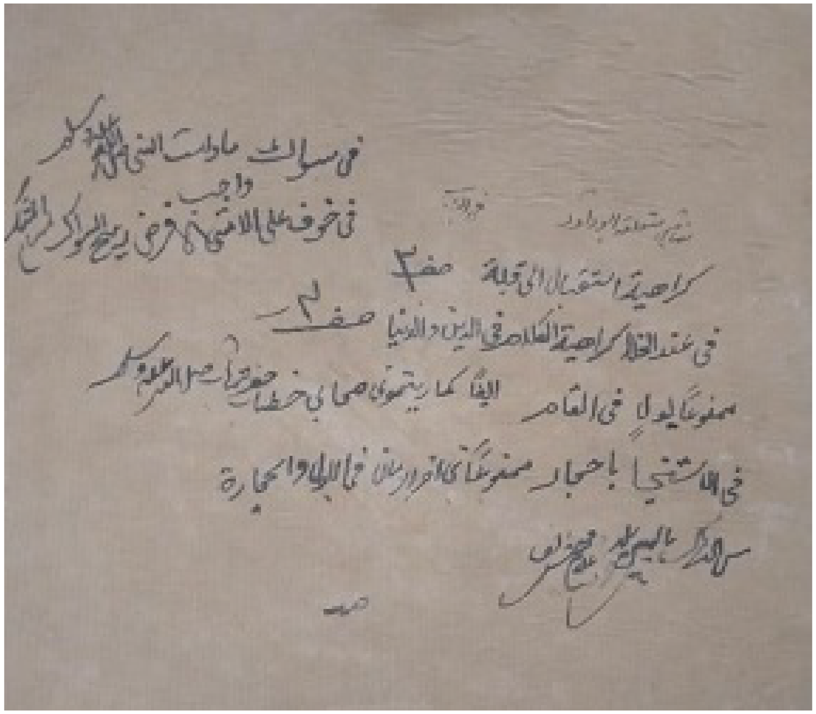


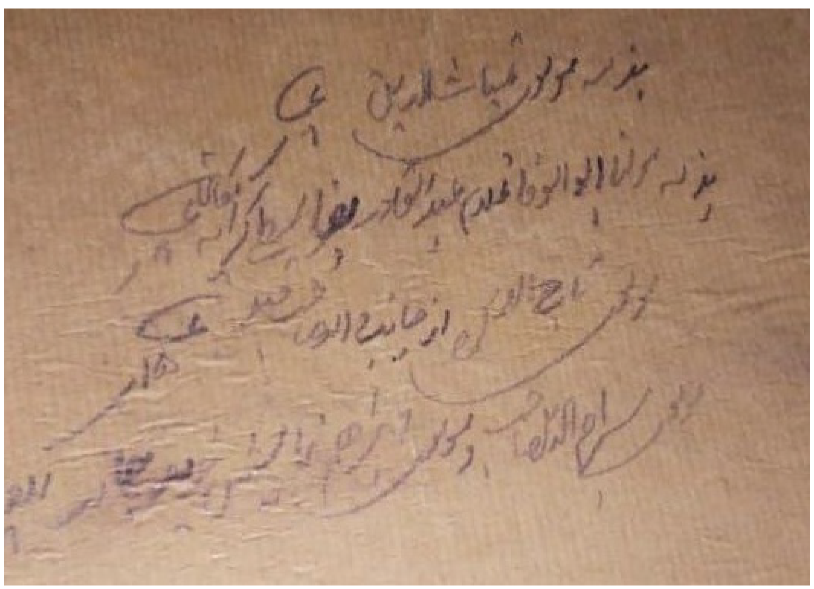


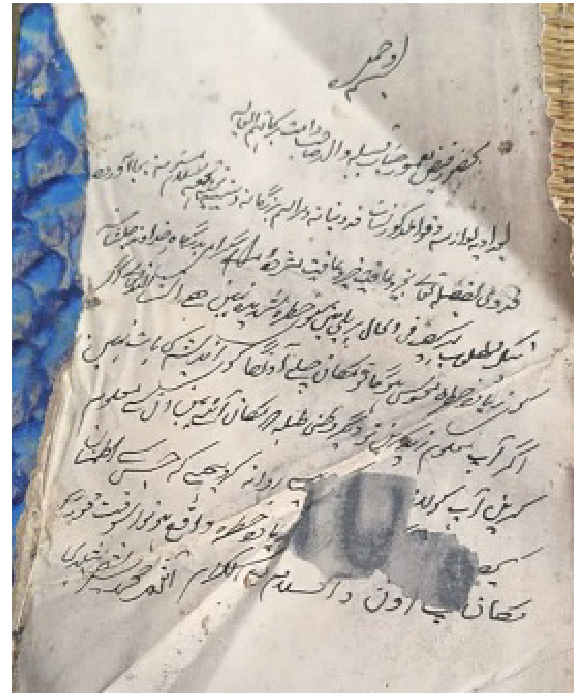


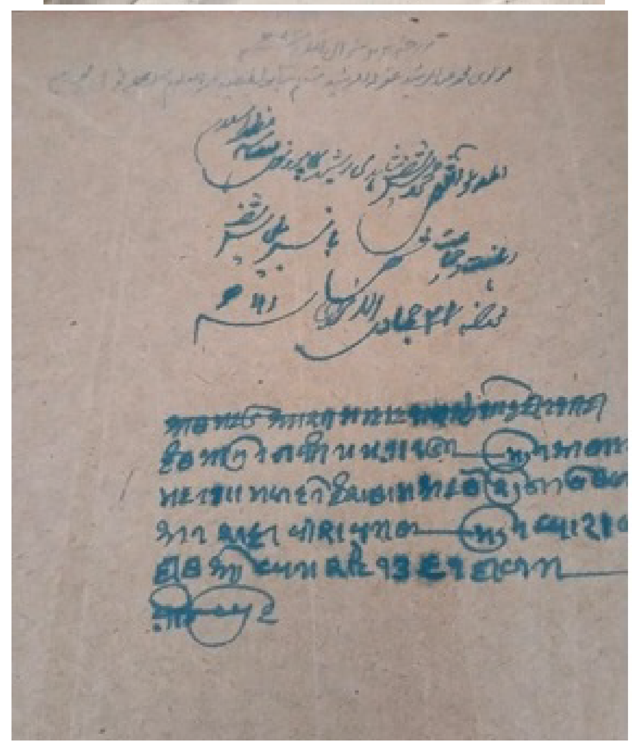
سبحانه ما اعظم شانه لا یحد و لا یتصور و لا ینتج
و لا یبلغ تماس الحس والحجا حول الکلیات
والجزئیات الایمان به غیر التصدیق و لا
والاعتصام به حبل التوفیق والصلوة والسلام علی من
بعث بالدلیل الذی فیه شفاء لکل علیل وعلی آله واصحابه
الذین هم مقدما الدین مع الهدایة والیقین علی کل مومن

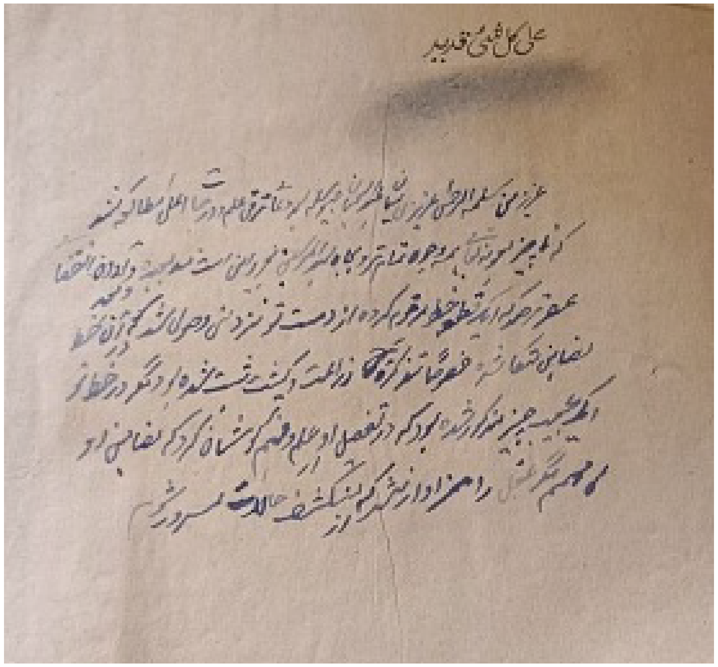


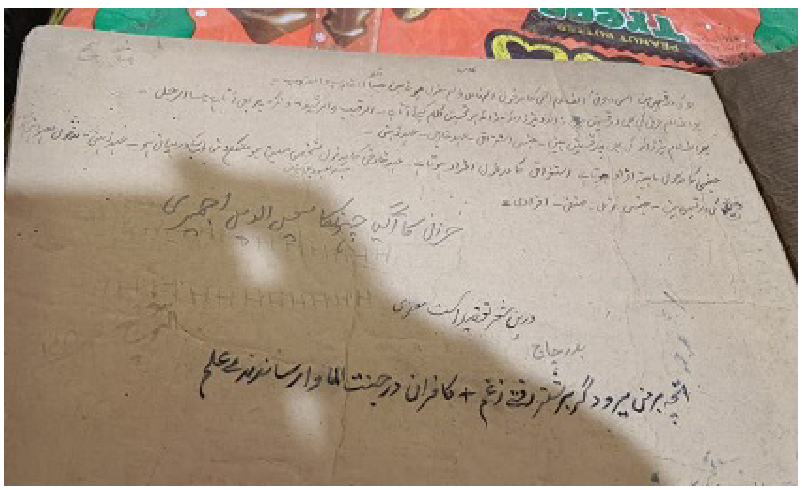


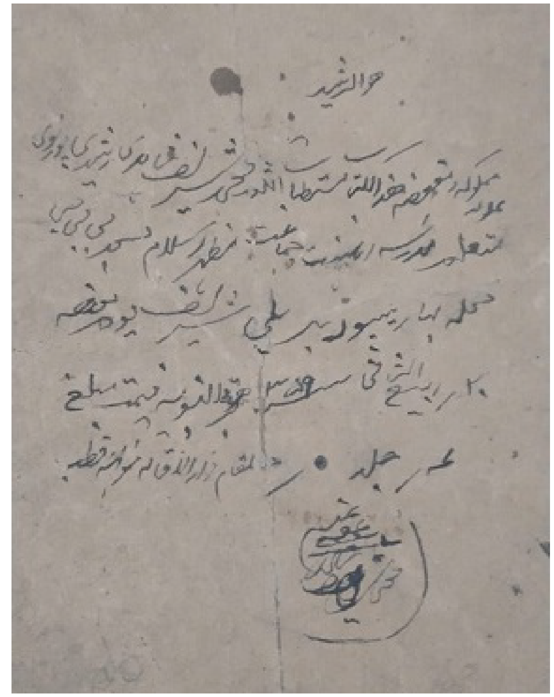


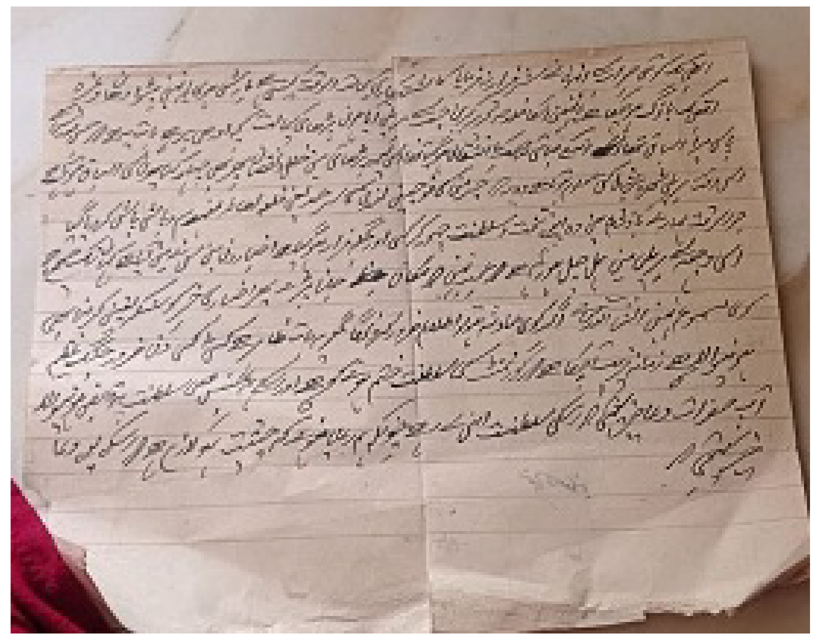


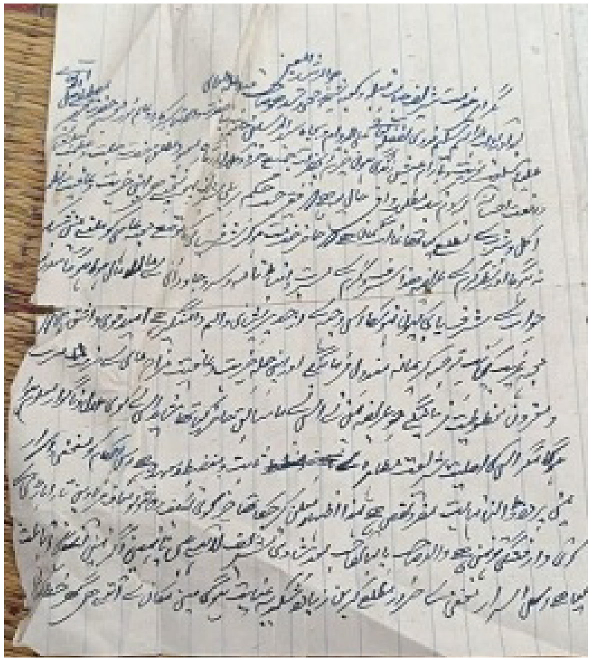


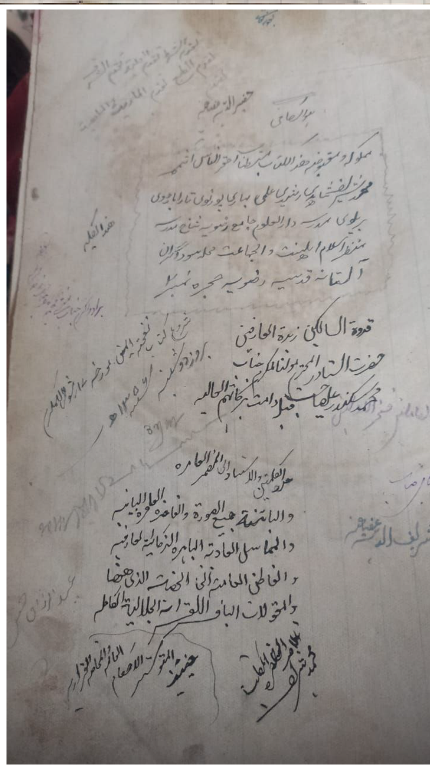


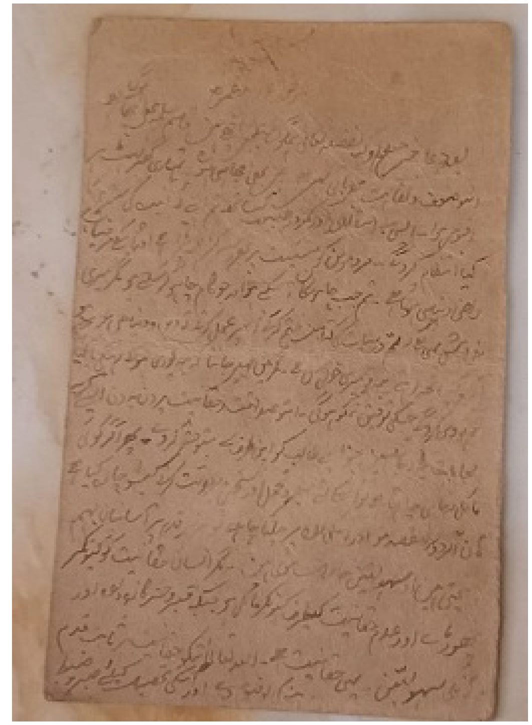


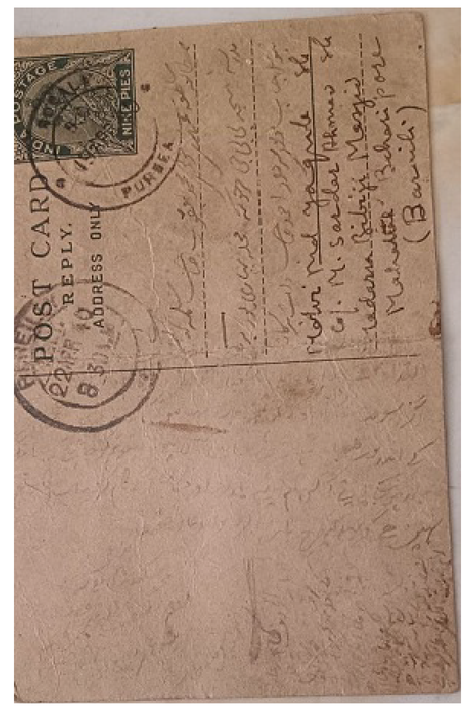

ھو الرشید



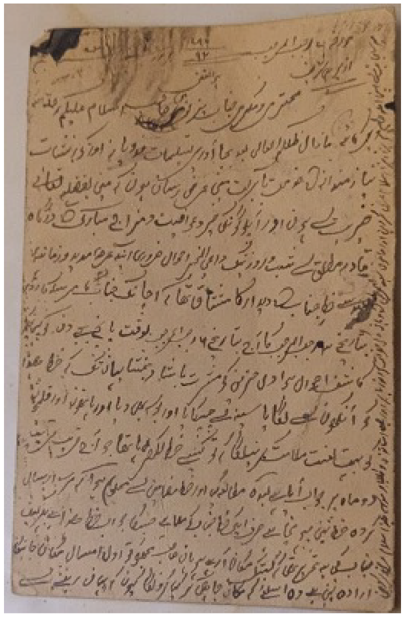


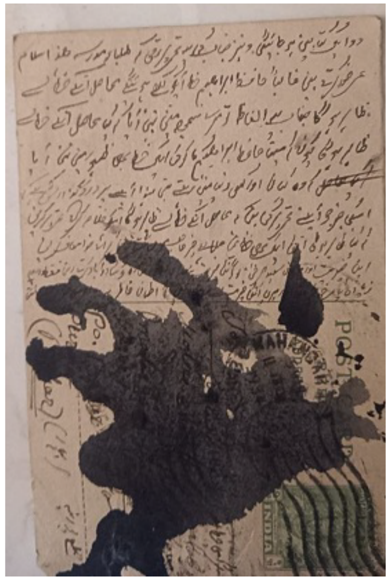


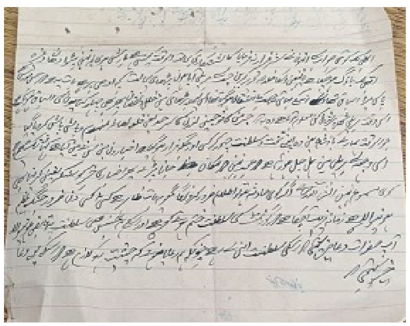


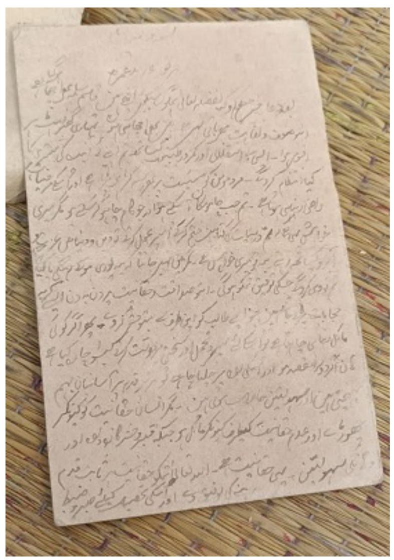


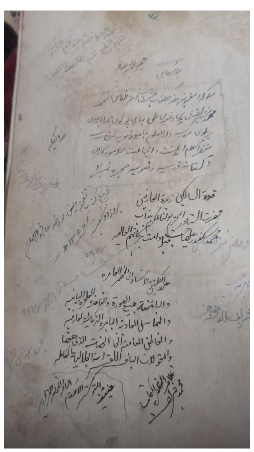
اس خط کو حضرت شریف ملت علیہ الرحمہ نے حضرت مولانا محمد یعقوب پورنوی کے لئے لکھے تھے، جو اس وقت بریلی شریف میں تعلیم حاصل کر رہے تھے۔ مگر پتہ میں نام محدث اعظم پاکستان علامہ سردار احمد خان قدس سرہ جو کہ ان دنوں مظہر اسلام مسجد بی بی جی میں مدرس تھے، کے نام سے بھیجے گئے تھے۔











مجوزہ عمارت درگاہ حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق رشیدی نوری

تارا باڑی، بائسی، پورنیہ، بہار

